عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت ۱۰ روپے

جلد:۳۵ | ۲۱ تا ۲۷ رجمادی الاول ۱۴۳۷ھ مطابق یکم تا ۷ رمارچ ۲۰۱۶ء | شمارہ:۹

بادشاہی میں فقیری

حرمین شریفین کی فضیلت

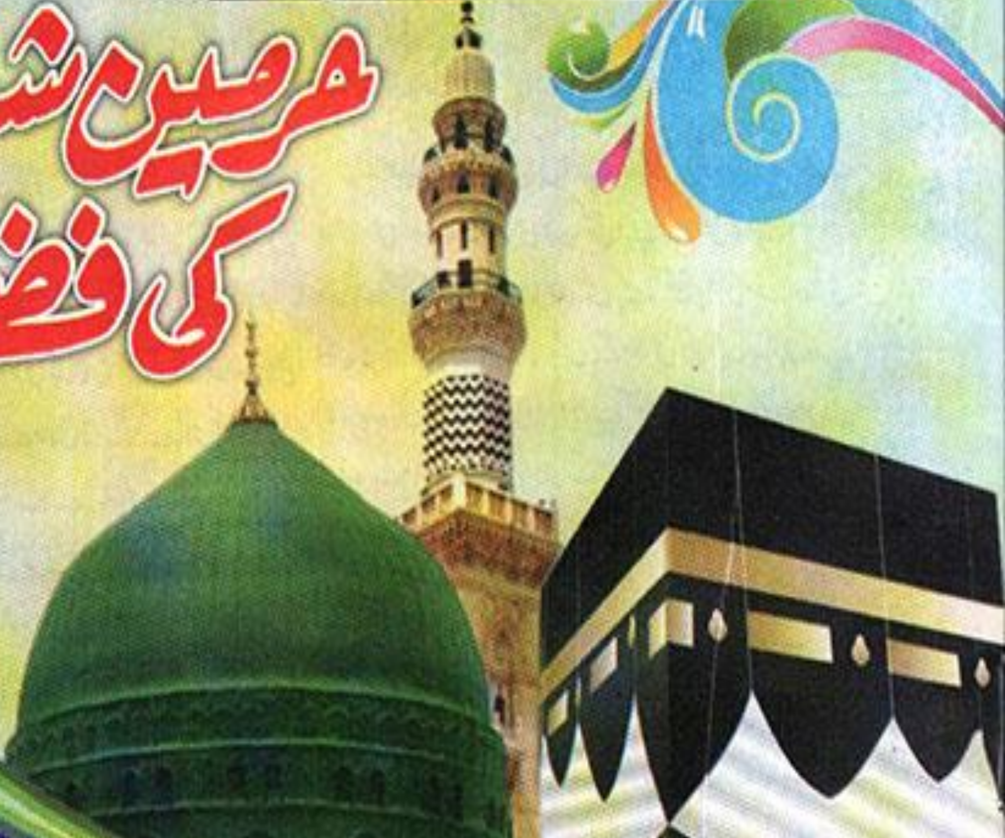

منکرات کا سیلاب اور اجتماعی توبہ کی ضرورت

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

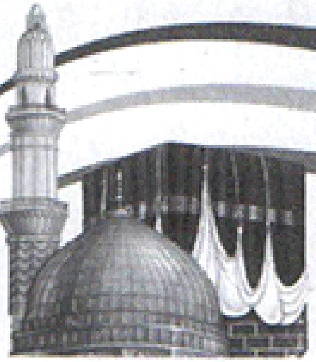

آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفیٰ

شریعت میں دو یا تین طلاق کا حکم

س:...... دو طلاقوں کی صورت میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

ج:...... دو طلاقوں کے بعد بھی عدت کے اندر اندر رجوع کر سکتے ہیں، اگر دوران عدت رجوع نہ کیا اور عدت ختم ہوگئی تو نکاح بھی ختم ہو گیا، اب دوبارہ رجوع کی صورت میں نئے سرے سے نکاح کرنا ہوگا اور آئندہ صرف ایک طلاق کا حق باقی رہے گا، اگر وہ بھی کبھی دے دی تو بیوی ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی اور پھر بغیر حلالہ شرعیہ کے دوبارہ نکاح بھی نہیں ہوگا۔ اسی طرح تین طلاق دینے کی صورت میں بیوی حرمت مغلظہ کے ساتھ ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے۔ لہٰذا ایسی صورت میں عورت عدت گزارنے کے بعد کسی دوسری جگہ نکاح کرے گی شوہر اول سے نکاح نہیں کر سکتی، جب تک کہ دوسری جگہ نکاح کرنے کے بعد شوہر ثانی وظیفہ زوجیت ادا کرنے کے بعد اپنی مرضی سے طلاق نہ دے دے یا اس کا انتقال نہ ہو جائے، ہاں اگر وہ اپنی مرضی سے طلاق دے دے یا پھر اس کا انتقال ہو جائے تو عورت اس کی عدت پوری کرے۔ عدت گزارنے کے بعد عورت کو اختیار ہے کہ کسی بھی جگہ نکاح کرے، اگر وہ راضی ہو تو شوہر اول سے بھی نکاح کر سکتی ہے۔

عاق اور محروم کرنے سے اولاد ورثہ سے محروم نہیں ہوتی

س:...... ہماری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے اور انہوں نے میراث میں ایک مکان چھوڑا ہے، ہم تمام بہن بھائی چاہتے ہیں کہ اس مکان کو بیچ کر شریعت کے مطابق ہر ایک کو حصہ دے دیں۔ ورثا میں چار بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ تین بیٹیوں میں سے ایک بیٹی کا انتقال والدہ کی زندگی میں ہی ہو گیا تھا اور چار بیٹوں میں سے ایک بیٹا پیدا ہوتے ہی والدین نے رشتہ دار کو دے دیا تھا اور اس سے ہر طرح کا تعلق ختم کر لیا تھا۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ ان تمام بیٹے اور بیٹیوں میں حصے کس طرح تقسیم ہوں گے؟

ج:...... صورت مسئولہ میں آپ کی والدہ مرحومہ کی تمام جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ کو شرعاً دس حصوں میں تقسیم کر کے ان کے ہر ایک بیٹے کو دو دو حصے اور ہر ایک بیٹی کو ایک ایک حصہ دیا جائے گا۔ جس بیٹی کا انتقال ماں سے پہلے ہو گیا وہ اس کی وارث نہیں ہوگی، کیونکہ انتقال کے وقت جو اولاد زندہ ہو شرعاً بس وہی اولاد وارث ہوتی ہے، اس طرح جو بیٹا کسی رشتہ دار کو لے پالک کے طور پر دے دیا تھا وہ بھی برابر کا حق دار ہوگا اور شرعاً وارث ہوگا۔ اس لئے کہ حقیقی اولاد اگر انتقال کے وقت زندہ ہو تو وہ ہر حال میں وارث بنتی ہے خواہ وہ کسی دوسرے کو بطور لے پالک دے دی گئی ہو یا اس کو عاق کر دیا گیا ہو، کیونکہ تعلق ختم کرنے سے یا عاق اور محروم کرنے سے اولاد ورثہ سے محروم نہیں ہوتی اور والدین کے لئے اپنی اولاد کو عاق کرنا بھی جائز نہیں۔

موبائل فون کمپنی کی اپنے صارفین کو آفر نا جائز ہے

س:...... ایک موبائل فون کمپنی اپنے صارفین کو ایک آفر متعارف کرا رہی ہے جس میں موبائل اکاؤنٹ میں پیسے رکھنے پر فری منٹ اور فری ایس ایم ایس کی سہولت دی جاتی ہے، جس کے مطابق اگر ایک صارف اپنے موبائل اکاؤنٹ میں ۲۴ گھنٹے تک ۲۰۰۰ روپے محفوظ رکھے گا تو اس کو موبائل کمپنی کی طرف سے ۶۰ منٹ حاصل ہوں گے جو وہ ۲۴ گھنٹے تک استعمال کر سکے گا اور اگر اس کے اکاؤنٹ میں ۲۰۰۰ ہزار سے زیادہ روپے ہوں گے تو اسے ۱۰۰ فری منٹ ملیں گے۔ ۳۰۰۰ ہزار سے زائد پر بھی ۱۰۰ منٹ مفت ملیں گے، مگر ۱۵۰۰ ہزار روپے پر ۳۰ منٹ مفت ملیں گے اور یہ روز کے روز ملتے رہیں گے۔ تفصیل طلب مسئلہ یہ ہے کہ کیا یہ فری منٹ اور فری ایس ایم ایس سود کے زمرے میں آتا ہے یا ویسے ہی معمول ہے۔ ایک اور شرط بھی ہوتی ہے کہ ایک مہینے کے اندر اپنے پیسے نکال کر استعمال کرنے لازمی ہوتے ہیں، اگر ایک مہینے میں کوئی ٹرانزیکشن نہ کرو تو آئندہ فری منٹ نہیں ملتے۔

ج:...... موبائل فون کمپنی کا اپنے صارفین سے یہ دو ہزار روپے کی رقم لینا بطور قرض کے ہے کیونکہ صارف جب یہ رقم واپس لینا چاہے تو کمپنی اسے واپس کرنے کی پابند ہے اور قرض کے بدلہ نفع دینا اور لینا یہ سود کے زمرے میں آتا ہے جیسا کہ فتاویٰ شامی میں ہے: وفی الاشباہ: ''کل قرض جر نفعاً حرام'' (فتاویٰ شامی: ۱۶۶، ج: ۵ طبع سعید) اور بحرالرائق میں ہے: ولا یجوز قرض جر نفعاً۔'' (البحرالرائق: ۱۳۲، ج: ۶ طبع سعید)۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۵ — ۲۱ تا ۲۷ر جمادی الاول ۱۴۳۷ھ مطابق یکم تا ۷ر مارچ ۲۰۱۶ء — شمارہ:۹

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد قرم محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

مکروفریب کا دوردورہ	۴	محمد اعجاز مصطفی
منکرات کا سیلاب اور اجتماعی توبہ کی ضرورت!	۶	مولانا محمد ازہر مدظلہ
بادشاہی میں فقیری	۹	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
حرمین شریفین کی فضیلت.....	۱۱	قاری لیاقت علی باجوہ
سفیر اسلام مولانا عبدالمجید ندیم شاہ	۱۳	محمد سعید انجم توحیدی
جاوید احمد غامدی... سیاق وسباق کے آئینہ میں (۲۱)	۱۵	مولانا فضل محمد مدظلہ
مولانا شجاع آبادی کے تبلیغی اسفار	۱۸	ادارہ
فضائل مدینہ منورہ (۳)	۲۳	مفتی محمد زاہد
شرعی عذر کی بناپر کرسی پر نماز (۲)	۲۵	مفتی محمد نعیم
مولانا اللہ وسایا مدظلہ کا تبلیغی سفر	۲۶	رپورٹ: اویس احمد فاروقی

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35.Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

مکروفریب کا دور دورہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

حدیث شریف میں آتا ہے:

’’عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: سیأتی علی الناس سنوات خدعات یصدق فیہا الکاذب ویکذب فیہا الصادق، ویؤتمن فیہا الخائن ویخون فیہا الامین وینطق فیہا الرویبضۃ: قیل: وما الرویبضۃ؟ قال الرجل التافہ فی امر العامۃ۔‘‘

(سنن ابن ماجہ، باب شدۃ الزمان، ص:۲۹۲)

ترجمہ: ’’حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’لوگوں پر بہت سے سال ایسے آئیں گے جن میں دھوکا ہی دھوکا ہوگا۔ اس وقت جھوٹے کو سچا سمجھا جائے گا اور سچے کو جھوٹا۔ بددیانت کو امانت دار تصور کیا جائے گا اور امانت دار کو بددیانت اور رویبضہ (گرے پڑے نااہل لوگ) قوم کی طرف سے نمائندگی کریں گے۔ عرض کیا گیا: رویبضہ سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: وہ نااہل اور بے قیمت آدمی جو جمہور کے اہم معاملات میں رائے زنی کریں گے۔‘‘

موجودہ حالات کو دیکھ کر کہا جاسکتا ہے کہ آج بعینہٖ وہی حالات ہیں جس کی نشان دہی نبی آخرالزماں، خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریباً ساڑھے چودہ سو سال پہلے فرمادی تھی کہ ہر طرف دھوکا ہی دھوکا ہوگا۔ آج یہ دھوکا ہر طرف نظر آتا ہے، حکام عوام کو دھوکا دینے میں مصروف ہیں اور عوام حکام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے میں مشغول نظر آتے ہیں، چھوٹا بڑے کو اور بڑا چھوٹوں کو اندھیرے میں رکھ رہا ہے۔ حتیٰ کہ ہر افسر اپنے ماتحت کو اور ماتحت اپنے افسر کو بھول بھلیاں دینے میں مصروف ہے اور یہ بات معاملات، معاشرت، اخلاق وعبادات سے نکل کر عقائد تک جا پہنچی ہے۔ یہ دھوکا ہی تو ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسے سچے اور آخری نبی سرورِ دو عالم، فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نسبت اور تعلق کو تو مشکوک قرار دیا جائے اور نبوت کے جھوٹے دعویداروں سے عقیدت اور محبت کا دم بھرا جائے اور اس کی تبلیغ وتشہیر کی جائے۔ پہلے قادیانیت کا فتنہ تھا جس کا ہمارے اکابر ایک صدی سے قرآن وسنت اور اجماع امت کی روشنی میں دلائل وبراہین سے مناظروں، مباحثوں اور مباہلوں کے ذریعے ہر میدان میں مقابلہ کرکے ان کو شکست دے ہی رہے تھے کہ اب یہ گوہر شاہی کا فتنہ سر ابھار رہا ہے، جس کے سرغنے حکومتی غفلت کی بنا پر اپنے لوگوں کی نئی صف بندی کر رہے ہیں۔

اس لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، نائب امیر مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی، مولانا خواجہ عزیز احمد، مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیزالرحمن جالندھری، مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی، مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی، مولانا احمد میاں حمادی اور مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں حکومت سے مطالبہ کیا کہ انجمن سرفروشان اسلام کو دوبارہ منظم ہونے سے روکا جائے اور اس کی سرگرمیوں پر پابندی عائد کی جائے۔ علماء کرام نے کہا کہ گمراہ ریاض احمد گوہر شاہی کے چیلے ایک مرتبہ پھر حکومتی سستی وچشم پوشی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سادہ لوح مسلمانوں کو دوبارہ شکار کرنا شروع کردیا ہے۔ علماء کرام نے کہا کہ ہم حکومت سندھ کے علم میں لانا چاہتے ہیں کہ ایک ایسا گمراہ فرقہ جس کی گمراہی کسی سے مخفی نہیں، جس کے خلاف تمام مکاتب فکر کے مفتیان کرام کے فتاویٰ موجود ہیں اور انجمن سرفروشان اسلام کی سرگرمیوں پر عدلیہ نے خود پابندی عائد کی تھی، جس پر ٹنڈوآدم، حیدرآباد اور نواب شاہ کے عدالتی فیصلے شاہد ہیں، اس کے باوجود اس گمراہ فرقہ کا از سر نو منظم ہونا اور سالانہ اجتماع کا اعلان کرنا حکومت اور اداروں کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ علماء

کرام نے مطالبہ کیا کہ انجمن سرفروشانِ اسلام کی کفریہ سرگرمیوں پر فوری پابندی عائد کی جائے، کیونکہ اس کی وجہ سے مسلمانوں میں اشتعال پھیل رہا ہے، اگر بروقت کارروائی عمل میں نہ لائی گئی تو حالات کی ذمہ داری حکومت پر عائد ہوگی۔

اسی طرح آج ہر طرف میڈیا کا شور شرابا ہے، صحیح بات کو غلط انداز میں پیش کرنا اور غلط بات کو سچ بنا کر کے پیش کرنا ان کا وطیرہ اور ترجیح بن چکا ہے۔ میڈیا کے ذمہ داران اور اینکرز حضرات میں سے کوئی بھی یہ بات سوچنے کے لئے تیار نہیں کہ جو کچھ ہماری زبان، ہماری تحریر اور ہمارے میڈیا کے ذریعے لوگوں کے ذہنوں میں انڈیلا، باور کرایا اور دکھایا جارہا ہے، ان میں سے ہر ہر چیز کا ہمیں ایک بڑی عدالت میں حساب اور جواب دینا ہے۔ آج ان آلات اور ذرائع کے ذریعہ اسلامی شعائر، اسلامی تعلیمات اور اسلامی تہذیب و اقدار کا جنازہ نکالا جارہا ہے۔ غیر اسلامی تہذیب اور رسومات کو مرغوب بنا کر اس کی پیروی کی تلقین کی جارہی ہے۔ جس کی بناء پر ہمارے مسلمان بچوں کو یہودیوں، عیسائیوں حتیٰ کہ ہندوؤں کی مذہبی رسومات اور خرافات کا تو خوب علم ہے اور ان کو اپنایا بھی جارہا ہے، لیکن بنیادی اسلامی احکام اور اسلامی تعلیمات سے وہ اب تک نابلد ہیں۔ آخر یہ تبدیلی کہاں سے اور کیسے آئی اور اس کا ذمہ دار کون ہے؟ قرآن کریم کا واضح اعلان ہے:

۱..."اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ." (النور:۱۹)

ترجمہ: "جو لوگ چاہتے ہیں کہ چرچا ہو بدکاری کا ایمان والوں میں ان کے لئے عذاب ہے دردناک دنیا اور آخرت میں۔" (ترجمہ شیخ الہندؒ)

۲..."یَوْمَ تَشْهَدُ عَلَیْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَیْدِیْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ." (النور:۲۴)

ترجمہ: "جس دن کے ظاہر کردیں گی ان کی زبانیں اور ہاتھ اور پاؤں جو کچھ وہ کرتے تھے۔" (ترجمہ شیخ الہندؒ)

اسی طرح پاکستان سے لے کر بیرونی دنیا تک جس ملک میں بھی حقیقت بین نگاہوں سے دیکھا جائے تو نظر آئے گا کہ دہشت گردی کی جتنا کارروائیاں ہورہی ہیں ان میں ہر طبقہ کے انسان اور افراد ملوث ہیں، لیکن اس سب کے باوجود دہشت گردی کو بیرونی دنیا میں جوڑا جارہا ہے تو اسلام کے ساتھ اور پاکستان میں جوڑا جارہا ہے تو صرف مذہبی طبقہ یعنی دینی مدارس اور تبلیغی جماعت کے ساتھ۔ آخر ایسا کیوں؟

میڈیا اور صحافت سے تعلق رکھنے والے بھائیوں سے ہر باشعور اور دانش مند آدمی ایک سوال پوچھنے کا حق رکھتا ہے کہ سپریم کورٹ نے جس ویڈیو کو جعلی قرار دیا ہے، جس وقت یہ ویڈیو سامنے آئی تھی اس کو سامنے رکھ کر دین، اہل دین، داڑھی رکھنے والوں، پگڑی باندھنے والوں، اسلامی طرز کا لباس اور وضع قطع بنانے والوں پر کیا کچھ نہیں کہا گیا تھا۔ کیا اب آپ میں سے کسی کے پاس اتنا اخلاقی جرأت ہے کہ وہ اس پر پروگرام پیش کرے اور عوام کو بتائے کہ ہم نے جو کچھ تبصرے، تجزیے اور پروگرام اس پر کئے تھے وہ سب جھوٹ کا پلندہ تھے اور ہم اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ سے توبہ اور آپ سب لوگوں سے معافی مانگتے ہیں؟ اگر اس کی اخلاقی جرأت نہیں تو پھر بتلایا جائے کہ یہ سب کیوں کیا گیا اور کس کے اشارے پر کیا گیا؟ اور اس پر جو کچھ کہا گیا یا کھایا گیا تو کیا اس کا جواب نہیں دینا پڑے گا؟

ایک وقت تھا کہ ایک آدمی اگر خود نماز نہیں پڑھتا تھا یا دین پر عمل نہیں کرتا تھا تو اپنے آپ کو قصوروار اور غلطی پر سمجھتا تھا، لیکن آج یہ وقت ہے کہ وہ نماز نہ پڑھنے اور دین پر عمل نہ کرنے کے باوجود اپنے کو صحیح اور حق پر سمجھتا ہے اور نماز پڑھنے والوں، دین پر عمل کرنے والوں کو نہ صرف یہ کہ بُرا بھلا کہتا ہے بلکہ دوسروں کو بھی ان سے دور رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ ایسے صحافی، اینکرز یا اداروں میں براجمان اُن حضرات سے (جو اس مذکورہ بالا سوچ کے حامل ہیں ان سے) صد آداب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ دین کی خدمت ہے؟ یا دین سے برگشتہ کرنے کی کوشش؟ کیا آپ نے یہ بھی سوچا کہ اگر آپ کی ان کوششوں سے دین کے بارے میں کسی کے دل میں استخفاف آ گیا یا وہ دین سے پھر گیا اور مرتد ہوگیا تو اس کا وبال کس پر ہوگا؟ اور کیا یہ وبال سہنے کی آپ میں ہمت ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو آپ لوگ اس مغربی ایجنڈے کو مسلمانوں پر مسلط کرنے کی جنگ کا کیوں حصہ بنتے ہیں؟ آپ تو جرأت، ہمت اور استقامت کے ساتھ اسلام، اہل اسلام اور اسلامی شعائر کا مقدمہ لڑیں۔ اس لئے کہ آپ مسلمان ہیں، مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئے ہیں اور ایک اسلامی ملک کے باشندے ہیں، جب آپ اسلام کی حمایت اور اہل اسلام کا دفاع کریں گے تو ان شاء اللہ! اس سے دنیا میں بھی آپ کو نیک نامی ملے گی اور آخرت بھی آپ کی سنور جائے گی۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

"وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَی اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ" (حم السجدہ:۳۳)

ترجمہ: "اور اس سے بہتر کس کی بات جس نے بلایا اللہ کی طرف اور کیا نیک کام اور کہا میں حکم بردار ہوں۔" (ترجمہ شیخ الہندؒ)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

منکرات کا سیلاب اور اجتماعی توبہ کی ضرورت

مولانا محمد ازہر مدظلہ

موجودہ دور سائنسی ترقی کے ساتھ منکرات و فواحش کے عروج وسیلاب کا بھی دور ہے، ماضی قریب میں جن فواحش اور بُرائیوں سے شرفا کے گھرانے، اولادیں اور خاندان محفوظ تھے، آج وہ بُرائیاں غیر محسوس انداز میں، انفرادی طور پر کچھ لوگوں کو چھوڑ کر، پورے معاشرے میں سرایت کرگئی ہیں اور صورت حال یہ ہے کہ جن چیزوں کا بُرائی اور منکر ہونا متفق علیہ ہے اور جن کی شریعت میں کوئی گنجائش نہیں اُن میں بھی عوام تو کجا، اہل علم اور اہل دین بھی کھلے تساہل اور تسامح سے کام لیتے ہیں۔

اس سے کس کو اختلاف ہوگا کہ گانا بجانا حرام، شادی بیاہ میں مروجہ تصویر کشی اور ویڈیو گرافی حرام ہے جس میں عورتوں کی تصویریں محفوظ کرلی جاتی ہیں، ناجائز وحرام ہے، اسی طرح کون نہیں جانتا کہ سودی کاروبار پر اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت ہے لیکن کیا یہ حقیقت نہیں کہ معاشرے کے بااثر لوگ جب علانیہ ان بُرائیوں کا ارتکاب کرتے ہیں تو ان حلقوں سے وابستہ لوگ جن کے کندھوں پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داریاں ہیں خاموشی اختیار کرلیتے ہیں بلکہ ہم خود ان تقریبات میں شریک ہوکر رونق محفل میں اضافہ کرتے ہیں اور تصویر کشی اور ویڈیو گرافی سے معمور محفلوں اور دعوتوں میں شریک ہوکر عملاً ان بُرائیوں کی تقویت کا باعث بنتے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ امر بالمعروف کا فریضہ کافی حد تک ادا ہو رہا ہے، کیونکہ نیکی کی دعوت آسان ہے، اگر آپ کسی کو نماز روزہ کی دعوت دیں، حج اور زکوٰۃ کی طرف توجہ دلائیں اور لب ولہجہ میں متانت اختیار کریں تو اس سے دوسرے کے وقار پر کوئی آنچ نہیں آتی، نہ اس کی انا کو ٹھیس لگتی ہے لیکن جب کسی انسان کو اس کی بُرائی پر ٹوکا جائے تو عام طور پر مخاطب اسے اپنی توہین سمجھتا ہے، عزت نفس کے منافی خیال کرتا ہے اور اپنی کوتاہی کا اعتراف کرنے کی بجائے بے جا ردعمل کا اظہار کرتا ہے، اسی لئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ بہت بڑا گناہ (اکبرالذنب) ہے کہ کسی سے کہا جائے کہ تم اللہ سے ڈرو اور وہ جواب میں کہے تم اپنی فکر کرو علیک نفسک۔ (مجمع الزوائد، ج:۷، ص:۲۷۱)

جو چیز بُرائی پر ٹوکنے اور اس سے روکنے سے مانع ہوتی ہے وہ بنیادی طور پر دو ہیں، ایک دنیا کی محبت اور دوسری اہل ثروت اور اہل اقتدار کا خوف اور ان کے ساتھ جسے حدیث شریف میں ''وھن'' سے تعبیر فرمایا گیا ہے، اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں دنیا کی محبت گھر کرلے گی تو تم نہ نیکی کا حکم دو گے اور نہ بُرائی سے روکو گے اور نہ اللہ کے راستہ میں جہاد کرو

قلعہ دیدار سنگھ میں ختم نبوت کانفرنس

گوجرانوالہ ....(مولانا محمد عارف شامی) مرکزی جامع مسجد قلعہ دیدار سنگھ میں مناظر اسلام حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کا عقیدہ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری کے عنوان پر مفصل بیان ہوا۔ اس پروگرام کی انتظامیہ جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ قلعہ دیدار سنگھ کے حضرات تھے۔ محترم جناب حضرت مولانا قاضی عطاالحسن صاحب نے میزبانی کے فرائض سرانجام دیئے۔ مولانا قاضی لقاءالحسن نے اسٹیج سیکرٹری کے فرائض انجام دیئے۔ تلاوت ونعت کے بعد حضرت مولانا محمد عثمان صاحب، مولانا ابوسفیان، مولانا لقاءالحسن اور راقم کے بیانات ہوئے۔ آخری اور خصوصی بیان شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کا ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ امت مسلمہ کی ذمہ داری بنتی ہے کہ دفاع ختم نبوت کے لئے اٹھ کھڑی ہو۔ ناموس رسالت اور عقیدہ ختم نبوت کا دفاع فرض اولین ہے، امت کو اس کے لئے بیدار مغزی سے کام لینا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کا دفاع ایمان کا حصہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والا یا اس طرح کے ناپاک دعویٰ کو تسلیم کرنے والے دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ یہی وہ چیز ہے جس پر تمام امت چودہ سو سال سے متفق چلی آرہی ہے۔ عقیدہ ختم نبوت ہی وہ عقیدہ ہے جس میں وحدت امت کا راز پوشیدہ ہے۔

گے۔(مجمع الزوائد،ج:۷،ص:۱۷۱)

معاشرہ میں منکرات، سیلاب کی مانند تیزی سے بڑھ رہی ہیں، بلاضرورت اختلاط، تصویر کشی اور ویڈیو گرافی انہی برائیوں میں سے ہیں کہ مکمل نہیں تو بڑی حد تک ان کی قباحت و شناعت عوام کالانعام تو کیا مذہبی حلقوں، سنجیدہ مجلسوں اور شرفاء کی محفلوں سے بھی رخصت ہوتی جارہی ہے۔ گزشتہ دنوں علماء کرام کی ایک مجلس علمی جس کے منتظم مولانا مفتی اظفر اقبال رشید صاحب ہیں، نے بھی اس بارے میں فکر مندی کا اظہار کرتے ہوئے علماء کرام کو اس جانب متوجہ فرمایا ہے، جس کا تسہیل و اختصار کے ساتھ حاصل یہ ہے کہ عام طور پر گناہ دو صورتوں میں سرزد ہوتے ہیں۔ اولاً: بھول چوک سے، کبھی علانیہ کبھی پوشیدہ طور پر۔ ثانیاً قصداً اور جان بوجھ کر کبھی علانیہ اور کبھی پوشیدہ۔

پہلی صورت کے گناہ کی کسی حد تک معافی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ارشاد ہے:''رفع عن امتی الخطاء والنسیان ''کہ میری امت کی بھول چوک معاف کردی گئی ہے۔ دوسری قسم کے گناہ وہ ہیں جو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے۔ حدیث شریف میں ہے:''کل امتی معافی الا المجاھرین'' کہ تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں، مگر علانیہ فسق والے گناہ معاف نہیں ہوتے۔(مفہوم)

اس گزارش کے بعد ڈیجیٹل کیمرے کے استعمال اور اس سے متعلقہ تصاویر کے بارے میں چند پہلو غور طلب ہیں، یہاں پر مقصود جواز و عدم جواز اور حلت و حرمت کی بحث میں پڑنا نہیں بلکہ اس کے بھیانک نقصانات کی طرف توجہ مبذول کرانا ہے جو آیات کریمہ اور احادیث شریف کی روشنی سے واضح ہیں۔ امید ہے کہ اہل علم اس پر غور فرمائیں گے۔

۱:... اسلام کی خوبیوں میں ایک خوبی آدمی کا بے مقصد اور لایعنی کام کو چھوڑ دینا ہے، حدیث شریف میں ہے:''من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ ''یعنی انسان کے اسلام کی خوبصورتی اور حسن یہ ہے کہ وہ لایعنی و بے مقصد چیزوں سے کنارہ کش رہے۔

۲:... قرآن کریم نے لایعنی کو لغو اور لہو ولعب سے تعبیر فرمایا ہے اور اس قدر ناپسند کیا ہے کہ اہل جنت کو اس سے پاک کردیا: لا یسمعون فیہا لغوا ولا تاثیما الا قیلا سلاما سلاما۔'' کہ جنت میں اہل جنت کوئی لغو بات یا گناہ کی بات نہ سنیں گے ہر طرف سلامتی ہی سلامتی ہوگی۔

اسی طرح لایعنی (فضول بات یا کلام) کو اس قدر برا جانا کہ اسے کذب کے ساتھ ذکر فرما کر اشارہ فرمایا کہ جس طرح کذب ایک بدترین عمل ہے، اسی طرح لایعنی بھی دوسرا بدترین عمل ہے:''لا یسمعون فیہا لغوا ولا کذابا''اہل جنت، جنت میں کوئی لغو یا جھوٹی بات نہ سنیں گے۔

فکر اس بات کی کرنی ہے کہ فی زمانہ ڈیجیٹل کیمروں کا جو بے مقصد (لایعنی) استعمال شروع ہوچکا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حکموں تک کی پروا نہیں ہورہی''واذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون''(اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحمت ہو) نص قطعی ہے مگر اس کی خلاف ورزی کرکے رحمت الٰہی سے محرومی ہورہی ہے اور یہ نہیں دیکھا جارہا ہے کہ ہم عبادات میں مشغول ہیں اور اللہ کے گھر یعنی مسجد میں ہیں، چنانچہ مسجدوں میں تصویر کشی ہورہی ہے بلکہ اب تو بیت اللہ اور مسجد نبوی شریف کا احترام تک نظر انداز ہورہا ہے، جب کہ حضرات صحابہ کرام قرآن و حدیث یوں سنتے تھے:''کان علی رؤوسھم الطیر''(کہ گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں، جو حرکت سے اڑ جائیں گے) ہمارا یہ حال ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت اور خطبہ ہورہا ہے حتی کہ طواف بیت اللہ کے دوران اس لایعنی میں پڑ کر خشوع و خضوع کا جنازہ نکالا جارہا ہے اور دعا جس کو مخ العبادۃ فرمایا اور اس کے مانگنے کا سلیقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھلایا کہ:''فان لم تبکوا فتباکوا''اگر رونا نہ آئے تو کم از کم رونے والوں کی شکل تو بناؤ اور دعا جو مومن کا ہتھیار ہے اسے بطور رسم اور نمائش ویڈیوز کے ذریعے عام کیا جارہا ہے، حطیم و ملتزم اور باب کعبہ جن سے چمٹ کر حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ رب کریم کو مناتے اور گریہ زاری کرتے تھے، آج وہاں کھڑے ہوکر کھلے عام تصویریں کھینچی اور ویڈیو بنائی جارہی ہیں اور رب العالمین کے در پر اس کے غضب کو دعوت دینے والے اعمال کئے جارہے ہیں۔

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

اس صورت حال میں علماء کرام کو بالعموم اور معلمین حجاج، حاجی صاحبان کو بالخصوص حکمت و بصیرت کے ساتھ سمجھائیں اور عمرہ وحج کرنے والوں کی تربیت فرمائیں اور اس لایعنی کے فتنے سے روکیں۔ قدرت (لسانی) کے باوجود کھلے عام نافرمانیوں کو نہ روکنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

عوام وخواص کو بتایا جائے کہ جس طرح دنیا کے ایک معمولی بادشاہ کی دعوت پر جاکر اس کی بجائے دائیں بائیں التفات کرنا بے ادبی وگستاخی ہے، اسی طرح احکم الحاکمین کے اعلیٰ دربار بیت اللہ اور مسجد نبوی شریف میں اللہ کے ہی بلاوے پر التفات نہ کریں اور لایعنی میں مشغول رہیں اور بیت اللہ کے نور سے اپنے دلوں کو منور کرنے کی بجائے خدانخواستہ لعنت ومحرومی کے مستحق ٹھہرائے جائیں اور جیسے خالی ہاتھ گئے تھے اسی طرح خالی ہاتھ ہی واپس لوٹائے جائیں، زائرین اور حجاج کرام کو اس کا استحضار رکھنا چاہئے۔

بدقسمتی سے اب تو یہ دیکھنے میں آرہا ہے کہ کوئی بھی دینی مجلس اور اہل علم ومشائخ کی محفل الا ماشاء اللہ! تصویر کشی کے فتنے سے خالی نہیں اور اس سے بڑھ کر یہ کہ تصویر سازی کا کام دیندار سمجھے جانے والے افراد خود کررہے ہیں۔

بظاہر اس لایعنی میں مشغولیت کم علمی اور بھول چوک کی وجہ سے نہیں بلکہ علم کے باوجود یہ معاملہ اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ اس کی وجہ سے عبادت کی روح نکل گئی ہے اور امت اس لایعنی میں پڑکر مقصد سے ہٹ گئی ہے، اس لایعنی اور ویڈیو گرافی کے چند نقصانات اس قدر واضح ہیں کہ دینی حس رکھنے والا عام مسلمان بھی ان کا ادراک کرسکتا ہے، مثلاً:

الف:... اس سے عبادت کا خشوع وخضوع چلا جاتا ہے اور یہ اخلاص سے مانع ہے۔

ب:... دوران تصویر وویڈیو نامحرم خواتین کی تصاویر بھی کیمرہ میں محفوظ ہوجاتی ہیں جو کہ قرآنی حکم: ”قل للمومنین یغضوا من ابصارھم“ کی خلاف ورزی ہے اور یہ مستقل حرام ہے۔

ج:... اپنی عبادات کی تصویر بنوانا خودنمائی و ریاکاری ہے جو کہ شرک کے قبیل سے ہے۔ حدیث شریف میں فرمایا گیا: ”من صلی یرائی فقد اشرک ومن صام یرائی فقد اشرک ومن تصدق یرائی فقد اشرک“ (جس شخص نے نماز، روزہ اور صدقہ دکھلاوے کے لئے کیا اس نے شرک کا ارتکاب کیا) اس لایعنی کی وجہ سے مسلمان ایسے گناہوں میں مبتلا ہورہے ہیں جو تعلیمات نبویہ کی رو سے کبیرہ ہیں۔ اس وقت ہماری ذمہ داری ہے کہ مسلمانوں کو حکمت وبصیرت سے سمجھایا جائے کہ ایک مباح چیز کا صحیح استعمال بھی شرعاً ضروری ہے، ورنہ اس کے غلط استعمال پر بھی ہماری پکڑ ہوسکتی ہے۔ یہ چند معروضات بحالہ اہل علم کی خدمت میں پیش کی گئی ہیں، اہل علم اپنے علم راسخ کی روشنی میں مزید نصوص کو شامل فرماکر امت کی راہنمائی کرسکتے ہیں، اس پیغام کو مختلف اسالیب اور مختلف زبانوں میں پوری دنیا کے مسلمانوں تک پہنچانے کی ضرورت ہے تاکہ امت اپنے دین وعبادات کی صحیح معنوں میں حفاظت کرے، نہ صرف یہ کہ نیکی کرے بلکہ نیکی محفوظ کرکے بارگاہ اقدس میں لے کر جانے والی بنے، اس لئے کہ ”من جاء بالحسنۃ“ والے ہی کے لئے ”فلہ عشر امثالھا“ کی بشارت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقل سلیم نصیب فرمائیں، انفرادی واجتماعی طور پر توبہ کی توفیق نصیب فرمائیں اور پوری امت کی فتنوں سے حفاظت فرمائیں۔ آمین۔

☆☆..............☆☆

قبول اسلام

گوجرانوالہ (رپورٹ حافظ محمد عثمان) محترم جناب محسن محمد یعقوب بٹ کی کوششوں سے جناب شیر مسیح ولد خان مسیح نے ۱۰/فروری بروز بدھ بوقت ۳ بجے دن دفتر ختم نبوت واقع اندرون سیالکوٹی گیٹ گوجرانوالہ میں حاضر ہوکر مبلغ ختم نبوت مولانا محمد عارف شامی کے ہاتھوں اسلام قبول کیا، جس پر شیر مسیح کا اسلامی نام شیر محمد رکھ دیا گیا۔ دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ ان کو دین اسلام پر ثابت قدمی نصیب فرمائے۔ آمین۔

آہ! بزرگ سیّد محمد یوسف شاہ چل بسے

گوجرانوالہ (محمد عارف شامی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اطلاعات محترم جناب سیّد احمد حسین زید کے والد گرامی جناب سیّد محمد یوسف شاہ دل کے عارضے سے طویل علالت کے بعد گزشتہ دنوں ۱۸/جنوری کو خالق حقیقی سے جاملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ سیّد محمد یوسف شاہ بزرگ شخصیت درویش منش آدمی تھے۔ آپ پونچھ مقبوضہ کشمیر میں پیدا ہوئے۔ عرصہ دراز قبل خاندان سمیت گوجرانوالہ تشریف لائے اور پھر گوجرانوالہ کے ہی ہوکر رہ گئے۔ آپ نے ۹۵ سال عمر پائی۔ تین شادیاں کیں، تینوں بیگمات انتقال کرچکیں، اب خود بھی دارفانی کو جاپہنچے۔ آپ کے دو بیٹے سیّد احمد حسین زید اور سیّد محمد حسین اور دو بیٹیاں تھیں۔ سیّد محمد یوسف شاہ مولانا سیّد امیر حسین گیلانیؒ کے پھوپھی زاد بھی تھے۔ نماز جنازہ چمن شاہ قبرستان میں ہوئی۔ جنازہ حضرت مولانا زاہد الراشدی نے پڑھایا، نماز جنازہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے امیر مولانا محمد اشرف، مولانا ایوب صفدر طوفانی، حافظ گلزار آزاد، بابر رضوان باجوہ اور راقم الحروف سمیت دیگر علماء کرام نے شرکت کی۔

بادشاہی میں فقیری

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

"حمص" شام کا ایک شہر ہے، ایک زمانہ میں یہی شام کا پایہ تخت تھا، عہد فاروقی میں گورنر شام یہیں قیام کرتے تھے۔ حمص سے ایک وفد خدمت فاروقی میں آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی مملکت کے غرباء اور حاجت مندوں کا بڑا پاس تھا۔ آپؓ نے واردین سے فرمایا کہ: وہاں کے زیادہ محتاج اور ضرورت مند لوگوں کی ایک فہرست بنائیں کہ میں ان کی کچھ مدد کرسکوں، فہرست بنی اور حضرت عمرؓ نے ایک نگاہ ڈالی تو دیکھا اس میں ایک نام "سعید بن عامر" بھی ہے۔ حضرت سعید بن عامرؓ صحابی رسول ہیں، جن کو آپؓ میں نے شام کا گورنر مقرر فرمایا تھا۔ حضرت عمرؓ جب اس نام پر پہنچے تو اچنبھا ہوا، خیال ہوا کہ شاید کوئی اور سعید ہوں۔ دریافت فرمایا کہ یہ سعید بن عامر کون ہیں؟ عرض کیا گیا: بیشک ایسے محتاج کہ مدتوں گھر میں چولہا سلگنے کی نوبت نہیں آتی۔ حضرت عمرؓ پر سلطانی میں اس درویشی کو دیکھ کر گریہ طاری ہوگیا، آنسوؤں نے آنکھوں ہی کو نہیں داڑھی کو بھی تر کردیا۔ پھر آپؓ نے تھیلی میں ایک ہزار دینار رکھے (جو ایک بہت بڑی رقم تھی) وفد کے حوالہ کیا اور فرمایا کہ حضرت سعیدؓ کو میرا سلام کہنا اور یہ تھیلی دے دینا اور بتا دینا کہ یہ آپ کی ضرورت کے لئے بھیجے ہیں۔ تھیلی جب حضرت سعیدؓ کے پاس پہنچی تو آپ اسے قریب سے ہٹانے لگے اور بے ساختہ زبان سے نکلا: "انا للہ وانا الیہ راجعون" گویا کوئی مصیبت آپڑی ہو یا کوئی تکلیف دہ خبر آئی ہو۔ اہلیہ گھبرائی ہوئی آئیں: کیا امیر المومنین کا انتقال ہوگیا؟ فرمایا: اس سے بھی بڑھ کر، کہنے لگیں: کیا مسلمان کسی آفت اور ابتلاء میں پڑ گئے ہیں؟ ارشاد ہوا: اس سے بھی بڑی بات پیش آئی ہے۔ اہلیہ نے بے قراری سے پوچھا: آخر کیا واقعہ پیش آیا ہے؟ فرمایا: میرے پاس دنیا آ پہنچی ہے کہ میری آخرت کو خراب کردے اور فتنہ نے میرے گھر میں قدم رکھ دیا ہے۔ اہلیہ اب تک صحیح صورت حال سے واقف نہیں تھی، کہنے لگیں: پھر تو اس سے نجات پانے کی کوشش کریں۔ حضرت سعیدؓ نے گفتگو کے اس مرحلہ کو غنیمت جانا اور دریافت فرمایا کہ کیا تم اس میں میرا تعاون کروگی؟ بیوی نے تعاون کا یقین دلایا۔ حضرت سعیدؓ نے اسی وقت یہ پورے دینار مختلف تھیلیوں میں رکھے اور ضرورت مندوں کو روانہ کردیئے۔

اس واقعہ پر بہت عرصہ نہ گزرا تھا کہ خود حضرت عمرؓ شام تشریف لائے۔ دارالخلافہ حمص کے لوگ کسی قدر گلہ شکوہ کے عادی تھے، اسی لئے لوگ اس کو "چھوٹا کوفہ" کہا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ جب حمص میں فروکش ہوئے تو لوگوں سے حضرت سعیدؓ کے بارے میں بھی استفسار فرمایا۔ اہل شہر حسب عادت شکایت سے باز نہ رہے اور چار باتوں کی شکایت کی۔ صبح میں حضرت عمرؓ نے اجلاس منعقد کیا، پہلے لوگوں سے شکایات دریافت کیں، لوگوں نے کہا کہ سویرے گھر سے نہیں نکلتے، سورج چڑھتے نکلتے ہیں۔ آپ نے حضرت سعیدؓ سے جواب طلب کیا، فرمایا: میں ظاہر کرنا نہیں چاہتا تھا، درحقیقت میرے یہاں کوئی خادم نہیں ہے، صبح میں گھر کے کام کاج خود ہی کرتا ہوں، آٹا گوندھتا ہوں، روٹی پکاتا ہوں، پھر وضو کرکے باہر آتا ہوں۔ لوگوں نے عرض کیا کہ گورنر صاحب رات کو کسی سے ملاقات کے روادار نہیں ہوتے۔ حضرت سعیدؓ نے کسی قدر تامل سے جواب دیا، افسوس کہ میں جس بات کے اظہار سے بچنا چاہتا تھا، اسی کا اظہار کرنا پڑ رہا ہے، پھر فرمایا کہ میں نے دن اور رات کی تقسیم کر رکھی ہے، دن لوگوں کی ضروریات کے لئے رات اللہ کی عبادت کے لئے، کہا گیا کہ مہینہ میں ایک دن تو ایسا گزرتا ہے کہ گھر سے باہر ہی تشریف نہیں لاتے۔ حضرت سعیدؓ عرض گزار ہوئے کہ امیر المومنین! میرے پاس کوئی خادم نہیں اور کپڑا بھی صرف یہی ایک ہے جو جسم پر ہے، اس لئے ماہ میں ایک دن اسی کو دھوتا ہوں، کپڑے خشک ہونے تک انتظار کرتا ہوں، یہاں تک کہ دن کے آخری حصہ میں باہر آتا ہوں۔

ایک شکایت یہ بھی کی گئی کہ بعض اوقات درمیان مجلس بے ہوشی طاری ہوجاتی ہے اور آپ حاضرین سے بے خبر ہوجاتے ہیں۔ حضرت سعیدؓ نے وضاحت کی کہ ایک لرزہ خیز منظر میری آنکھوں میں پھرنے لگتا ہے، میں اس وقت ایمان سے محروم تھا اور مکہ میں اس غول میں شامل تھا جو خبیبؓ کی مظلومانہ شہادت کا گویا "تماشہ" دیکھ رہے تھے، دشمن ان کے جسم کا ایک ایک انگ کاٹتے جاتے اور پوچھتے جاتے کہ کیا تم کو یہ پسند نہیں کہ تمہاری جگہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوتے؟ حضرت خبیبؓ اس کرب و تکلیف کی حالت میں بھی کہتے جاتے کہ مجھے اتنا گوارا نہیں کہ میں اس سے بچ جاؤں اور اس کے بدلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کانٹا بھی چبھ جائے، جب بھی میری آنکھ میں یہ منظر آتا ہے، میں بے قرار ہوجاتا ہوں اور خیال کرتا ہوں کہ میں نے جو اس دن اس جاں نثار رسول کی مدد نہیں کی، شاید اس کی وجہ سے اللہ مجھے

معاف نہ کرے اور یہی احساس مجھے ہوش وحواس سے محروم کردیتا ہے۔

حضرت عمرؓ نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ ان کا گمان اور انتخاب غلط ثابت نہ ہوا۔ واپس جا کر پھر حضرت سعیدؓ کے لئے ایک ہزار دینار بھیجے۔ بیوی نے کہا: اللہ کا شکر ہے کہ اب آپ کی خدمت کی حاجت نہ رہی، اس سے کوئی خادم خرید کردیں۔ حضرت سعیدؓ نے استفسار فرمایا: اس سے بہتر بات نہ بتاؤں؟ بیوی نے وضاحت چاہی، فرمایا: کسی ایسے شخص کے حوالہ کردیں جو احتیاجی ضرورت کے وقت ہمیں واپس کرے۔ اہلیہ نے پوچھا: اس کی کیا صورت ہوگی؟ فرمایا: ہم اللہ کو قرض حسنہ دے دیں، بیوی بھی آخر حضرت سعیدؓ ہی کی تھیں، شوہر کی تجویز کو بخوشی قبول کیا۔ مجلس ختم بھی نہ ہوئی کہ جلدی جلدی حضرت سعیدؓ نے چھوٹی چھوٹی تھیلیوں میں دینار بھرے، یہ فلاں خاتون کے لئے، یہ فلاں مرحوم کے یتیم بچوں کے لئے، وہ فلاں فلاں غرباء کے لئے اور چند لمحوں میں تھیلی بھی خالی ہوگئی اور حضرت سعیدؓ کے قناعت پسند دل کو بھی قرار آ گیا۔

اورنگزیب عالمگیر ہندوستان کا ایک بدقسمت محسن ہے، محسن اس لئے کہ اسی نے متحدہ ہندوستان کا تصور دیا اور ہندوستان کو ایسی وسعت عطا کی جو نہ اس سے پہلے اسے حاصل تھی اور نہ اس کے بعد پھر حاصل ہوسکی اور ''بدقسمت'' اس لئے کہ چند منصف مزاج مورخین کو چھوڑ کر تاریخ نے اس کے ساتھ ناانصافی اور احسان ناشناسی ہی کو روا رکھا۔ اس محبت وطن درویش صفت بادشاہ کا حال یہ تھا کہ اس نے اپنی آخری وصیت میں ہدایت کی تھی کہ اس کی سلی ہوئی ٹوپیوں کی قیمت میں سے چار روپے دو آنے لے لئے جائیں اور اس کے کفن پر خرچ کئے جائیں اور کتابت قرآن میں اس نے جو اجرت حاصل کی تھی، اس میں تین سو پانچ روپے بچ رہے ہیں، جو اس کے ذاتی اخراجات کے بٹوے میں ہیں، یہ اس کی موت کے دن فقراء میں تقسیم کردیا جائے۔

یہ واقعات نہ فرشتوں کی دنیا کے ہیں، نہ عالم بالا کی کسی مخلوق کے، یہ اسی دنیا کے واقعات ہیں اور اسی زمین پر پیش آئے ہیں۔ جب دل کی دنیا بدلتی ہے اور فکر میں انقلاب آتا ہے تو کردار کی بلندی کے نمونے سامنے آتے ہیں، جو آخرت پر یقین نہ رکھتا ہو اور خدا کے خوف سے خالی ہو، وہ کردار کی پستی کے سوا اور کچھ نہیں دے سکتا، اس سماج میں جو شخص جس قدر اعلیٰ عہدہ پر فائز ہوگا، اسی قدر خیانت، خود غرض اور اپنے تئیں کوتاہی میں بھی وہ ''ممتاز'' ہوگا، وہ اس کا مس اور اسکینڈلز کا جنم داتا ہوگا اور خداترسی اور آخرت کی جوابدہی کے احساس سے جس کو حصہ ملا ہوگا، وہ یقیناً اپنی بادشاہی کو بھی فقر و درویشی کے تاج سے آراستہ رکھے گا اور اس اختیاری فقیری کی لذت و حلاوت پر متاع دنیا کی ساری لذتوں کو قربان کرنا اس کے لئے آسان ہوگا۔ ☆☆

خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مطہرہ کا ذکر کرتے ہوئے ایک انسان کو جو افتخار اور مسرت حاصل ہوتی ہے، حقیقت یہ ہے کہ ان الفاظ میں اس کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا، ذرا غور فرمایئے جس ذات اقدس کی تعریف وثنا خود رب ذوالجلال نے کی ہو، کلام اللہ جس کے اوصاف ومحاسن پر بولتا ہو فرشتے صبح وشام جس پر درود بھیجتے ہوں اور جس کا نام لے لے کر ہر دور میں ہزاروں انسان زندگی کے مختلف گوشوں میں زندہ جاوید ہوگئے ہوں، اس رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کوئی شخص اپنے قلم وزبان کی تمام فصاحتیں اور بلاغتیں بھی یکجا کرلے اور ممکن ہو تو آفتاب کے اوراق پر کرنوں کے الفاظ سے مدح وثنا کی عبارتیں بھی لکھتا رہے یا مہتاب کی لوح پر ستاروں سے عقیدت وارادت کے نگینے جڑتا رہے، تب بھی حق ادا نہ کرسکے گا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو کسی بھی انسانی سند کی ضرورت نہیں، حقیقت یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے انسان اپنے ہی لئے کچھ حاصل کرتا ہے، جس نسبت سے تعلق خاطر ہوگا، اسی نسبت سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ایک ایسی متاع بنتا چلا جائے گا کہ زبان وبیان کی دنیا اس کی تصویریں بنا ہی نہیں سکتی، جن لوگوں نے اور ان کی تعداد لامحدود ہے، جس جس واسطے سے سردار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضری دی ہے، وہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ انہوں نے اپنے دل ودماغ یا روح ونظر کا نذرانہ پیش کرتے وقت اس دربار کی رونق میں کوئی اضافہ کیا ہے، اس نہج پر سوچنا بھی سوئے ادب ہے، حقیقت یہ ہے کہ ظہور قدسی سے لے کر آج تک بارگاہ رسالت میں حاضر ہونے والا ہر شخص اپنے ہی مقام ومرتبہ کی تشکیل کرتا رہا ہے۔

کتنے انسان اس خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت کیا سے کیا ہوگئے، پھر یہ سلسلہ چودہ سو برس سے رکا نہیں جاری ہے، آندھیاں آتی رہیں، طوفان اٹھتے رہے، سیلاب موجزن ہوئے، بادلوں نے گرجنا شروع کیا، بجلیاں کوندتی رہیں، صرصر نے صبا کو روکا، خزاں نے بہار کا نشیمن لوٹا، پھول بادسموم کا لقمہ ہوگئے، لیل ونہار کی گردشیں رک گئیں، زمانہ ٹھہرتا رہا، صبح کا چہرہ بارہا اداس ہوا، شام لہولہان ہوگئی، تاریخ نے پلٹے کھائے، حکومتیں تہس نہس ہوگئیں، عروج وزوال کے سینکڑوں نقشے سامنے آئے، تخت وتاج اچھلتے رہے، انقلاب کا سیل بہتا رہا، سورج نے طلوع وغروب کی ہزاروں پستیاں اور بلندیاں دیکھیں، لیکن سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے نوع انسان کی حلقہ بگوشی کا سلسلہ منقطع نہ ہوا، تاریخ اٹھایئے اور ورق پہ ورق پلٹیے، معلوم ہوگا کہ ایک ذات نے چودہ صدیوں میں کروڑوں انسانوں کو نشوونما دی، بلند وبالا کیا، دوام بخشا اور صرف ایک نسبت کی بدولت قیامت تک زندہ کرڈالا، پھر یہ محض عقیدت کی بات نہیں، ارادت کا تذکرہ نہیں، اخلاص کا افسانہ نہیں، شوق کی دھن نہیں، عشق کا راگ نہیں، حسن کی ثنا نہیں، تعریف کا لہجہ یا ثنا کا زمزمہ نہیں، ہر ایک بات نپی تلی، صاف ستھری اور بولتی چالتی شہادت کے ساتھ موجود ہے۔

آغا شورش کاشمیریؒ

حرمین شریفین کی فضیلت اور مرزا قادیانی کی ہرزہ سرائی

قاری لیاقت علی باجوہ

مرزا قادیانی نے جس طرح اللہ تعالیٰ، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و دیگر انبیاء کرام علیہم السلام، اہل بیت و صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین اور اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی توہین کی ہے، اسی طرح شعائر اسلام حرمین شریفین کی بھی توہین کی ہے، جیسے مرزا غلام احمد قادیانی اپنے ایک شعر میں قادیان کو بھی حرم قرار دیتے ہوئے کہتا ہے:

زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(درثمین:۵۲ از مرزا غلام احمد)

حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ اور مدینہ کے بے شمار فضائل و مناقب بتائے ہیں جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے بارے میں فرمایا: ''تو تمام شہروں سے بڑھ کر کس قدر اچھا اور پاکیزہ ہے اور تو مجھے کس قدر زیادہ پیارا ہے، اگر تیری قوم مجھے تجھ سے نہ نکالتی تو میں تیرے علاوہ کسی اور شہر میں سکونت اختیار نہ کرتا۔'' (ترمذی کتاب المناقب باب فضل مکہ:۳۹۲۶)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں قبلہ والی دیوار پر بلغم دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کنکری کے ساتھ دیوار سے کھرچ دیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص بھی اپنے سامنے (قبلہ کی جانب) یا دائیں جانب نہ تھوکے البتہ بائیں جانب پاؤں کے نیچے تھوک لینا درست ہے۔ (بخاری ۳۹۷، مسلم:۸۵۵)

بیت اللہ، اللہ کا سب سے پہلا گھر ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

''إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ۔'' (آل عمران:۹۶)

ترجمہ: ''پہلا گھر جو لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا تھا وہی ہے جو مکہ میں ہے بابرکت اور جہان کے لئے موجب ہدایت۔''

> مرزا بشیر الدین محمود حقیقۃ الرؤیا میں لکھتا ہے کہ: حضرت مسیح موعود نے اس کے متعلق بڑا زور دیا ہے اور فرمایا کہ جو بار بار یہاں نہیں آتے مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے، پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جائے گا، تم ڈرو کہ تم میں سے کوئی کاٹا جائے پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا، آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے، کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں؟ (حقیقۃ الرؤیا ص:۴۶ از مرزا بشیر الدین محمود)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے: ''زمین میں پہلی تعمیر کی جانے والی مسجد، مسجد حرام ہے۔'' (صحیح جامع الصغیر:۲۵۷۹)

سب سے پہلے فرشتوں نے اسے تعمیر کیا، دوسری مرتبہ سیدنا آدم علیہ السلام نے بیت اللہ کو تعمیر کیا، تیسری مرتبہ سیدنا آدم علیہ السلام کے بیٹوں نے اسے تعمیر کیا، چوتھی مرتبہ سیدنا ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام نے اسے تعمیر فرمایا اور پانچویں مرتبہ تعمیر عمالیق نے کی، چھٹی مرتبہ بنو جرہم نے تعمیر کیا۔

(سبیل الہدیٰ والارشاد، ج:۱، ص:۱۶۳)

ساتویں بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد قصی بن کلاب نے تعمیر کیا، آٹھویں بار قریش نے کعبہ کی تعمیر کی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی شرکت کی، دسویں مرتبہ حجاج بن یوسف نے عبدالملک بن مروان کے حکم پر تعمیر کیا، گیارہویں بار سلطان مراد چہارم عثمانی نے ۱۰۴۰ھ میں تعمیر کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''بیت اللہ میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب ایک لاکھ نماز کے برابر ہے۔'' (صحیح الجامع الصغیر:۳۸۳۸)

مکہ کے فضائل میں حجر اسود بھی ہے جس کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ حجر اسود جنتی پتھر ہے پہلے یہ سفید تھا، اب لوگوں کے گناہوں نے اسے سیاہ کر دیا ہے جو شخص اس کا بوسہ لے گا روز قیامت یہ پتھر اس کے ایمان کی گواہی دے گا۔

(ابن ماجہ:۲۹۴۴)

مکہ کے فضائل میں سے آب زمزم بھی ہے جس کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''روئے زمین پر بہترین پانی آب زمزم ہے، اس میں بھوکے کی خوراک اور بیماری کی شفاء ہے۔''

(السلسلۃ الاحادیث صحیحۃ:۱۰۵۶)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے: ’’جس (نیک) مقصد کے لئے آب زمزم پیا جائے وہ مقصد پورا ہو جاتا ہے۔‘‘ (ابن ماجہ:۳۰۶۲)

کعبہ کی بہت زیادہ فضیلت احادیث میں بیان ہوئی ہے مگر مرزا قادیانی کہتا ہے کہ لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں، مگر اس جگہ (قادیان) میں نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطرہ ہے، کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی۔ (آئینہ کمالات اسلام:۳۵۲، مندرجہ روحانی خزائن:۳۵۲/۵)

اسی طرح مرزا بشیر الدین محمود حقیقۃ الرؤیا میں لکھتا ہے کہ: حضرت مسیح موعود نے اس کے متعلق بڑا زور دیا ہے اور فرمایا کہ جو بار بار یہاں نہیں آتے مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے، پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جائے گا، تم ڈرو کہ تم میں سے کوئی کاٹا جائے پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا، آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے، کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں؟ (حقیقۃ الرؤیا، ص:۴۶ از مرزا بشیر الدین محمود)

قادیان کے سالانہ جلسہ میں قادیانی مذہب کے پیروکاروں سے خطاب کرتے ہوئے میاں محمد احمد قادیانی نے کہا کہ: وہ روضہ مطہرہ جس میں اس خدا کے برگزیدہ کا جسم مبارک مدفون ہے، جسے افضل الرسل نے اپنا سلام بھیجا اور جس کی نسبت حضرت خاتم النبیین نے فرمایا: ’’یدفن معجا فی قبری‘‘ اس اعتبار سے مدینہ منورہ کے گنبد خضریٰ کے انوار کا پورا پورا پرتو اس گنبد بیضا پر پڑ رہا ہے اور آپ گویا ان برکات سے حصہ لے سکتے ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرقد منور سے مخصوص ہیں۔ (الفضل:۱۸، دسمبر ۱۹۲۲ء)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے متعلق فرمایا کہ ’’مدینے کے ہر راستے پر فرشتے مقرر ہیں، اس شہر میں طاعون کا مرض اور دجال داخل نہیں ہو سکتا۔‘‘ (بخاری:۱۳۷۹)

مدینہ منورہ کو اللہ تعالیٰ نے مکہ کی طرح حرمت والا بنایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ: ’’اے اللہ! مکہ کی طرح یا اس سے بھی زیادہ ہمیں مدینہ کی محبت نصیب فرما اور اے اللہ! اس کے صاع اور مد میں برکت فرما، مدینہ کی آب و ہوا کو صحت مند بنا، مدینہ کے بخار اور بیماریوں کو جحفہ کی طرف منتقل کر دے۔‘‘ (بخاری:۱۸۸۹)

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی دعا کی: ’’اے اللہ! مکہ سے دوگنی مدینہ میں برکت عطا فرما۔‘‘ (بخاری:۱۸۸۵)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’جو شخص مدینہ میں فوت ہونے کی استطاعت رکھے تو وہ مدینہ میں فوت ہو، میں اس کی ضرور سفارش کروں گا جو مدینہ میں فوت ہو (حالت ایمان) میں۔‘‘ (ترمذی:۳۹۱۷)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے: ’’مسجد الحرام کے علاوہ میری اس مسجد میں نماز پڑھنا (ثواب کے اعتبار سے) ہزار نمازوں سے بہتر ہے۔‘‘ (بخاری:۱۱۹۰)

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان گرامی ہے: ’’میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کا باغ ہے اور میرا حوض کوثر پر ہے۔‘‘ (بخاری:۱۱۹۶)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اے اللہ! بیشک ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرمت والا قرار دیا ہے اور میں مدینہ کو حرمت والا قرار دیتا ہوں، ان دونوں پہاڑوں کے درمیان کی جگہ میں کسی کو ناجائز قتل نہ کیا جائے اور نہ لڑائی کے لئے ہتھیار اٹھایا جائے۔‘‘ (مسلم:۱۳۷۴)

محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ’’مدینہ بُرے لوگوں کو اس طرح نکال کر دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کی میل کچیل کو نکال دیتی ہے۔‘‘ (بخاری:۱۸۷۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی فرمان گرامی ہے: ’’ایمان مدینہ میں اس طرح سمٹ آئے گا، جس طرح سانپ اپنی بل کی طرف سمٹ آتا ہے۔‘‘ (بخاری:۱۸۷۶)

قارئین کرام! قرآن و حدیث میں تو مکہ اور مدینہ کی بہت زیادہ فضیلت ہے مگر قادیانی بدبخت قادیان کی فضیلت مانتے ہیں، اس لئے ان لوگوں سے دور رہیں ان کی مجلسوں میں بھی شریک نہ ہوں، کیونکہ یہ مسلمان نہیں اور نہ ہی یہ لوگ مسلمانوں کو مسلم سمجھتے ہیں۔

☆☆............☆☆

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

آہ! سفیر اسلام

حضرت علامہ سیّد عبدالمجید ندیم شاہ نوراللہ مرقدہٗ

محمد سعید انجم توحیدی، اسلام آباد

ورلڈ اسلامک موومنٹ کے کنوینر، عالمی مجلس تحفظ حقوق اہلسنت وجماعت کے ناظم اعلیٰ، جمعیت علماء اسلام کے مرکزی راہنما اور عالمی مجلس ختم نبوت کی مجلس شوریٰ کے اہم رکن، داعی توحید وسنت، قاطع شرک و بدعت، محافظ ختم نبوت، پاسبان عظمت صحابہؓ واہل بیتؓ، اپنے اسلاف واکابرین علماء دیوبندؒ پر حد درجہ اعتماد کرنے والے، حضرت مولانا خواجہ خان محمد نوراللہ مرقدہ کے مرید، امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی یادگار، سفیر اسلام حضرت علامہ سیّد عبدالمجید ندیم شاہ نوراللہ مرقدہ ۱۹۴۱ء کے رمضان المبارک میں ڈیرہ غازی خان کے ایک قصبہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی الحاج حضرت حافظ سیّد غلام سرور شاہؒ ولد حضرت سیّد غلام حیدر شاہ نوراللہ مرقدہم سے حاصل کی جو خود بھی حافظ قرآن اور اپنے وقت کے ولی کامل تھے اور قرآن کریم کی تحفیظ و تدریس کو ہی اپنی زندگی کی منزل بنائے ہوئے تھے۔

حضرت شاہ صاحب نے سات سال کی عمر میں قرآن کریم کا حفظ مکمل کیا۔ دورۂ حدیث گوجرانوالہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا قاضی شمس الدینؒ کے ہاں پڑھا اور تکمیل جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی میں حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ کے ہاں کی۔ ۱۹۶۴ء میں دعوت وتبلیغ کے میدان میں قدم رکھا۔ ایوب خان آمریت کے خلاف چلائی جانے والی تحریک بحالیٔ جمہوریت میں اہم کردار ادا کیا۔ یحییٰ خان کے خلاف چلائی جانے والی تحریک میں نمایاں حصہ لیا اور ڈیرہ اسماعیل خان جیل میں مارشل لاء ریگولیشن نمبر ۶ کے قیدی کی حیثیت سے مختلف مرحلوں سے گزرے اور چکی میں بند رکھا گیا۔

مفکر اسلام حضرت مفتی محمودؒ اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ کی قیادت اور رفاقت میں ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا اور پورے ملک میں قادیانی نبوت کے دجل و تلبیس سے امت مسلمہ کو آگاہ کیا۔ وہ حقیقی طور پر سفیر اسلام تھے، انہوں نے تقریباً نصف سے زیادہ دنیا میں عالم اسلام اور تثلیث پرستوں کے ہاں اسلام کو امن پسند مذہب کی حیثیت سے نہ صرف بیان فرمایا بلکہ منوایا کہ اسلام اپنے مزاج اور اپنی جبلت کے لحاظ سے امن پسند دین ہے۔ انہوں نے یورپ کی مساجد سے لے کر بڑے بڑے چرچوں میں جاکر بھی اسلام کا پیغام امن پہنچایا اور بڑے بڑے عیسائی پادریوں کی دعوت پر ان کے چرچوں میں سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام وسیدہ مریم کی عفت وعصمت کو قرآن کے اسلوب میں بیان فرمایا تو اس کے نتیجے میں عیسائی مرد وعورتوں نے قطار میں کھڑے ہوکر اسلام قبول کیا۔

حضرت شاہ صاحبؒ کو حق تعالیٰ نے جن اوصاف وکمالات سے نوازا تھا وہ بہت کم لوگوں کو نصیب ہوئے، ان کی سنجیدہ اور متین گفتگو اور لب ولہجہ، الفاظ کا چناؤ، محاورات کا استعمال اور سب سے بڑھ کر لحن داؤدی کے ساتھ تلاوت قرآن کریم... یہ انہی کا خاصہ تھا۔ وہ جب اپنے مخصوص انداز میں تلاوت فرمایا کرتے تھے تو "وجلت قلوبھم" کا سماں بندھ جاتا تھا اور ہر شخص کی یہ خواہش ہوتی تھی کہ حضرت شاہ صاحب بس تلاوت ہی کرتے رہیں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے چونکہ میں بچپن سے حضرت شاہ صاحب کو سن رہا ہوں اور الحمدللہ! میرے پاس حضرت کی ۱۹۶۹ء سے ۲۰۱۵ء تک بیانات پر مشتمل تقریباً ساڑھے تین ہزار کیسٹوں کا ذخیرہ موجود ہے، اکثر اجتماعات ایسے بھی ہوتے تھے کہ حضرت شاہ صاحب نے ڈیڑھ پونے دو گھنٹے بیان کیا اور جب دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو سارا اجتماع کھڑے ہوکر پکارتا... تلاوت، تلاوت۔ تب حضرت کو مزید قرآن کریم کی تلاوت کرنا پڑتی تو لوگ مطمئن ہوتے۔ حضرت شاہ صاحب کی زندگی کے جو اہم اہداف تھے ان میں مسئلہ توحید، سیرت، ختم نبوت کا دفاع اور عظمت صحابہؓ واہلبیتؓ سرفہرست تھے۔ جب توحید پر بیان کرتے تو سیرت کے حوالے سے فرماتے: "وہ کون سی بات تھی کہ صادق اور امین کہنے والے ساحر اور مجنون کہنے لگے، وہ کون سی بات تھی کہ آپ کی شرافت، دیانت وامانت کی قسمیں کھانے والے "تبا لک" کہنے لگے۔ وہ کون سی بات تھی کہ پھول پیش کرنے والے راستوں میں کانٹے بچھانے لگے۔ وہ وہی بات تھی جو کل بھی ہرجائیوں سے ہضم نہ ہوئی آج بھی ہرجائیوں سے ہضم نہیں ہوئی۔ جب میرے آقا نے فرمایا: "قولوا لا الٰہ الا اللّٰہ تفلحون۔" تو دوستیاں دشمنی میں بدل گئیں۔

شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ کے بعد جس انداز میں حضرت شاہ صاحبؒ نے توحید بیان فرمائی یہ صرف ان کا ہی خاصہ تھا۔ بالخصوص جب ہزاروں، لاکھوں کے اجتماع میں "اللہ ہی" کی ضربیں لگواتے تو عجیب سماں بندھ جاتا۔ اپنے مخصوص انداز میں مجمع سے کہلواتے۔ انسانی جبین کی نیازمندیوں کے لئے حقیقی معبود کون؟ ہر جگہ موجود کون؟ علام الغیوب کون؟ کارساز ودستگیر کون؟ حاجت روا ومشکل کشا کون؟ عزت دینے والا کون؟ بیماریاں دور کرنے والا کون؟ رزق دینے

والا کون؟ اولاد دینے والا کون؟ بیڑے پار کرنے والا کون؟ زندگی اور موت کا مالک کون؟ کچھ نہ لے کر سب کچھ دینے والا کون؟ جب ہر طرف سے "اللہ ہی" کی گونج اٹھتی تو حضرت فرماتے: "ہی" پر ضرب لگاؤ اور دائیں بائیں بھی دیکھو، کوئی "بھی" کا بیمار چپ بیٹھا ہو یا حیران بیٹھا ہو تو اس سے بھی کہلواؤ، مگر پیار سے۔ ایسی خالص توحید حضرت شیخ القرآنؒ کے بعد صرف اور صرف سید ندیمؒ نے ہی بیان فرمائی۔ اسی طرح جب سیرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر بیان فرماتے تو آپ پر عشق رسالت کی ایسی کیفیت طاری ہو جاتی کہ اکثر اشکبار ہو جاتے اور آپ کی آواز بھرا جاتی۔

"اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر"

سیرت اصحاب و اہل بیت رسول پر بھی آپ کے بیانات قرآن و حدیث کی روشنی میں بے مثال علمی اور ادبی شاہکار ہیں۔ الحمدللہ! مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میں نے حضرت شاہ صاحبؒ کی رفاقت میں ۳۶ سال گزارے۔ حضرت کے ساتھ سفر بھی کئے اور ہزاروں پروگراموں میں بھی شرکت نصیب ہوئی جو میری زندگی کا متاع فخر ہے۔ حضرت شاہ صاحب کا آخری پروگرام بھی ہمارے پاس ہوا جو ان کی زندگی کا باضابطہ آخری سفر اور آخری پروگرام بن گیا۔

مورخہ ۵/ نومبر ۲۰۱۵ء کو میرے والد محترم حضرت مولانا عبدالواحد نور اللہ مرقدہ جو حضرت شیخ القرآنؒ کے شاگردوں اور رفیقوں میں سے تھے، اس جہان فانی سے عالم بقا کی طرف مسافر ہوئے۔ زندگی کے آخری تقریباً دس سال شدید علالت میں گزارے، حضرت شاہ صاحبؒ سے جب بھی ملاقات ہوتی تو حضرت والد صاحبؒ کا حال لازمی پوچھتے، دعائیں فرماتے اور بہت ہی شفقت فرماتے۔

حضرت والد صاحب مرحوم کی تعزیت کے لئے حضرت شاہ صاحبؒ ہمارے ہاں مورخہ ۱۵/ نومبر ۲۰۱۵ء کو اپنی علالت اور ضعف کے باوجود تشریف لائے۔ ہمارے ہاں مسجد میاں نور فتح جنگ ضلع اٹک میں تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ نہایت فکر انگیز باتیں ہوئیں، دوران گفتگو حضرت نے موت کے حوالے سے فرمایا: "وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے، موت کی تیاری کر لیں۔"

اس کے بعد مورخہ ۲۷/ نومبر ۲۰۱۵ء بروز جمعۃ المبارک کو اپنے بیٹے حسین علی توحیدی کے ہمراہ جمعہ پڑھنے کے لئے حاضر ہوا تو اس دن کوئٹہ سے کچھ احباب ملنے کے لئے آئے ہوئے تھے، جنہوں نے کافی وقت لے لیا تو حضرت شاہ صاحبؒ کافی دیر سے مسجد تشریف لائے اور "اللہ کے وفادار بندے" کے عنوان پر ۲۶ منٹ خطاب فرمایا۔

نماز جمعہ کے بعد راقم سمیت بہت سارے احباب نے گزارش کی کہ حضرت ساڑھے ۱۲ بجے بیان شروع فرمایا کریں کہ احباب نہایت شوق سے دور دور سے آپ کا قرآن سننے آتے ہیں تو فرمانے لگے: ان شاء اللہ! اگلے جمعہ میں ساڑھے ۱۲ بجے بات شروع کروں گا، لیکن اگلا جمعہ کسی اور عنوان سے آیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ منبر پر نہ آ سکے بلکہ رب العالمین کی بارگاہ رحمت میں پہنچ گئے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گئے۔ یہ ملاقات زندگی کی آخری ملاقات بن گئی۔

۳/ دسمبر ۲۰۱۵ء جمعرات کو میں دفتر تھا کہ ایک دوست کا فون آیا کہ آپ کو کچھ پتہ چلا؟ حضرت شاہ صاحبؒ اللہ تعالیٰ کے پاس چلے گئے۔ بس پھر کیا تھا یہ خبر بجلی بن کر اعصاب پر گری، آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا اور آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ اسی وقت گھر پہنچا، گھر والوں کو ساتھ لیا اور تقریباً ۱۰ بجے حضرت کے دولت کدہ پہنچ گئے۔ جونہی چارپائی پر نظر پڑی تو وہ عالمی مبلغ، ساری زندگی توحید پر بیان کرنے والا داعی اور اللہ ہی کے نعرے لگوانے والا، حجازی لے میں ڈوب کر قرآن کی تلاوت کرنے والا، شرک و بدعت کا رد کرنے والا، ختم نبوت کا محافظ اور قادیانی دجل و فریب کے تار پود بکھیرنے والا، اماں عائشہ صدیقہؓ کی عفت و عصمت بیان کرنے والا، حب دنیا سے ڈرانے والا... چہرے پر سارے جہان کا وقار اور مسکراہٹ لئے آرام و سکون سے میٹھی نیند سویا ہوا ہے۔

میں سارا دن وہیں رہا اور حضرت کے غسل میں بھی موجود رہا، جنازہ رات ۸ بجے گھر سے روانہ ہوا۔ گلزار قائد کا مین روڈ کرال چوک سے لوگوں کے رش کی وجہ سے بند ہو گیا، سب راستے بند ہو چکے تھے، ہر طرف سر ہی سر تھے، لوگ اپنے محبوب کی جدائی میں دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔ نماز جنازہ حضرت کے فرزند حضرت مفتی سید فیصل ندیم نے پڑھائی اور یوں ۱۴۰ ممالک میں قرآن کا پیغام سنانے والا عالمی مبلغ اور داعی منوں مٹی تلے سو گیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت شاہ صاحب کے درجات بلند فرمائے اور ان کے اہل خانہ سمیت ہم سب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

حضرت شاہ صاحب کے دورہ انڈیا میں ہونے والے بیانات وہاں کے علماء نے "پیغام حق و صداقت" کے نام سے شائع کئے اور مقبول عام ہوئے، اس کے کئی ایڈیشن پاکستان میں بھی شائع ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ اسلام اور انسانیت، دیار غیر سے دیار حبیب تک، نوائے درویش، مادر امت، وصی رسول خلیفہ بلافصل سیدنا صدیق اکبرؓ، مراد رسول سیدنا عمر فاروقؓ، دعوت فکر اور صدیقہ کائناتؓ شامل ہیں۔ کچھ دیگر حضرات نے حضرت شاہ صاحبؒ کے بیانات کے مجموعے جواہرات ندیم، پیغام انبیاء اور عظمت صحابہ اور اہل حق کے نام سے شائع کئے ہیں جو مقبول ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ راقم الحروف نے تقریباً ۱۵۰ اہم اور چیدہ چیدہ بیانات تحریر کئے ہیں جو تقریباً ۶ جلدوں میں جواہرات سفیر اسلام کے نام سے مسودات کی صورت میں محفوظ ہیں۔ حق تعالیٰ ان کاوشوں کو شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین ثم آمین۔ ☆☆☆

جاوید احمد غامدی

سیاق و سباق کے آئینہ میں

حضرت مولانا فضل محمد مدظلہ

قسط:۲۱

جاوید غامدی صاحب نے مرتد کی شرعی سزا کو کالعدم قرار دیا:

''حدود اور تعزیرات'' کے بڑے عنوان کے تحت دفعہ:۴ کے ضمن میں غامدی صاحب منشور کے صفحہ:۱۸ پر مرتد کی شرعی سزا کو کالعدم قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اسی طرح ارتداد کے بارے میں یہ حقیقت تسلیم کی جائے کہ اس کی جو سزا بالعموم بیان کی جاتی ہے وہ قرآن مجید کی رو سے نبی ﷺ کی قوم (بنی اسماعیل) ہی کے ساتھ خاص تھی۔ ان کے بعد یہ ہمیشہ کے لئے ختم ہوئی، چنانچہ اب اگر کوئی شخص اسلام کو چھوڑ کر کفر اختیار کرے اور اس کے ساتھ کسی فساد کا مرتکب نہ ہو تو محض اس بنا پر اسے کوئی سزا نہیں دی جا سکتی ہے۔'' (منشور:۱۸)

تبصرہ:......سب سے پہلے تو یہ پوچھنا ہے کہ جاوید غامدی صاحب کی پوزیشن اور اتھارٹی کیا ہے جو یہ حکم صادر فرما رہے ہیں کہ ''ارتداد کے بارے میں یہ حقیقت تسلیم کی جائے'' وہ کس کو مخاطب بنا رہا ہے اور مخاطب کو کونسی حقیقت تسلیم کروا رہا ہے یا خود جج بنا ہوا ہے اور خود فیصلہ سنا رہا ہے۔ دوسری بات غامدی صاحب نے یہ کہی ہے کہ ''ارتداد کی سزا قرآن کی رو سے نبی علیہ السلام کی قوم بنی اسماعیل کے ساتھ خاص ہے۔'' قرآن مجید کے بارے میں غامدی صاحب نے غلط بیانی سے کام لیا ہے، قرآن عظیم میں کوئی آیت ایسی نہیں ہے جس نے ارتداد کی سزا کو عرب یا بنی اسماعیل کے ساتھ خاص کیا ہو، البتہ ارتداد پر وعید شدید اور عذاب جہنم کی سزا قرآن مجید میں اس طرح بیان کی گئی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔'' (البقرۃ:۲۱۷)

ترجمہ:''اور جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھرے گا اور کفر کی حالت ہی میں مرے گا تو اس کے سارے اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہو جائیں گے، ایسے لوگ دوزخی ہوں گے اور ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔''

مندرجہ بالا آیت' ارتداد سے متعلق قیامت تک کے لئے ایک عام سزا بیان کرتی ہے کہ اگر کوئی شخص دین اسلام سے مرتد ہو گیا اور پھر اسی ارتداد پر مرا تو اس کے سابقہ ولاحقہ تمام اعمال باطل ہو گئے اور جان و مال بھی محفوظ نہ رہا، نکاح بھی ٹوٹ گیا۔ علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

''یعنی دین اسلام سے پھر جانا اور اسی حالت پر اخیر تک قائم رہنا ایسی سخت بلا ہے کہ عمر بھر کے نیک کام ان کے ضائع ہو جاتے ہیں کہ کسی بھلائی کے مستحق نہیں رہتے۔ دنیا میں نہ ان کی جان و مال محفوظ رہے، نہ نکاح قائم رہے، نہ ان کو میراث ملے، نہ آخرت میں ثواب ملے اور نہ کبھی جہنم سے نجات نصیب ہو۔'' (تفسیر عثمانی:۴۲)

قرآن مجید کی رو سے اور آیت کی تفسیر اور حکم تو یہی ہے جو لکھا گیا، نہ معلوم غامدی صاحب کے پاس کونسا قرآن ہے جس میں مرتد کے لئے کوئی خاص حکم نازل ہوا ہے۔

احادیث کے مطابق مرتد کی سزا:

بخاری شریف میں حدیث ہے جو اس آیت کی تفسیر بھی ہے اور مرتد کی سزا کا واضح حکم بھی ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ:''من بدل دینه فاقتلوه۔'' (بخاری، باب حکم المرتد والمرتدۃ، حدیث نمبر:۶۹۲۲)......'' جو مسلمان اپنا دین بدل دے تو اسے قتل کر دو۔''

ارتداد اور مرتد کی سزا سے متعلق دوسری حدیث ملاحظہ ہو:

''عن عبدالله رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لا یحل دم امرىء مسلم یشهد أن لا إله إلا الله وأنی رسول الله إلا بإحدى ثلاث: النفس بالنفس والثیب الزانی والمفارق لدینه التارک للجماعة۔''

(بخاری، باب قول اللہ تعالیٰ: ان النفس بالنفس الخ، حدیث نمبر:۶۸۷۸۔ مسلم، کتاب القسامۃ، باب ما یباح بہ دم المسلم، حدیث:۱۶۷۶)

ترجمہ:''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کا خون بہانا جائز نہیں جو یہ گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں ماسوائے تین صورتوں کے: ایک یہ کہ اس نے کسی کو قتل کیا ہو، دوسری یہ کہ وہ شادی شدہ زانی ہو، اور تیسری یہ کہ وہ اپنا دین چھوڑ کر

مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہوجائے۔"

اسی مضمون کی بہت ساری احادیث صحیحہ سے یہ بات ثابت ہے کہ اسلام میں مرتد شخص کی سزا قتل ہے، ان احادیث کی وجہ سے جمہور فقہاء کا بھی فتویٰ ہے کہ مرتد کی سزا قتل ہے، چنانچہ فقہاء اربعہ کے چند فتاویٰ لکھ دیتا ہوں، الگ الگ سارے فتاویٰ کا جمع کرنا بہت دشوار ہے۔

فقہاء اربعہ کے ہاں مرتد کی سزا قتل ہے:

۱:..... مذاہب اربعہ پر لکھی گئی مستند کتاب "الفقہ علی المذاہب الأربعۃ" میں اس کے مؤلف عبدالرحمن جزیری ؒ لکھتے ہیں:

"واتفق الائمۃ الأربعۃ رحمھم اللّٰہ علی أن من ثبت ارتدادہ عن الإسلام والعیاذ باللّٰہ وجب قتلہ واھدر دمہ۔" (الفقہ علی المذاہب الاربعہ، ج:۵، ص:۴۲۳)

ترجمہ: "ائمہ اربعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ جو شخص اسلام سے پھر جائے۔ اللہ اس سے بچائے۔ اس کا قتل واجب ہے اور اس کا خون رائیگاں ہے۔"

۲:..... موسوعۃ الاجماع، جلد:۱، صفحہ:۴۳۶ میں ہے:

"اتفقوا علی أن من کان رجلا مسلماً حراً ثم ارتد إلی دین کفرٍ انہ حل دمہٗ۔"

ترجمہ: "اس پر تمام فقہاء اسلام کا اتفاق ہے کہ آزاد مسلمان مرد اگر مرتد ہوجائے تو اس کا خون بہانا جائز ہے۔"

۳:..... اسلامی فقہ کی مشہور کتاب "الفقہ الإسلامی وأدلتہ" میں ڈاکٹر وھبہ الزحیلی ؒ نے "أحکام المرتد" میں فقہاء اربعہ کا فتویٰ دلیل کے ساتھ نقل کیا ہے، لکھتے ہیں:

"اتفق العلماء علی وجوب قتل المرتد لقولہ علیہ السلام: من بدل دینہ فاقتلوہ وقولہ علیہ السلام: لا یحل دم امریٔ مسلم إلا باحدی ثلاث: الثیب الزانی والنفس بالنفس والتارک لدینہ المفارق للجماعۃ وأجمع أھل العلم علی وجوب قتل المرتد۔"

(الفقہ الاسلامی وأدلتہ، ج:۶، ص:۱۸۶)

یعنی "علماء نے مرتد کے قتل پر اتفاق کیا ہے اور دو صحیح حدیثوں کی وجہ سے مرتد کے قتل پر اہل علم نے اجماع کیا ہے۔" قرآن کریم و حدیث طیبہ کی تصریحات کے بعد اور فقہاء کے اجماعی فتاویٰ کے بعد آدمی حیران رہ جاتا ہے کہ جاوید احمد غامدی صاحب پر یہ فیصلے کیسے مخفی رہے ہیں؟ بس یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ غامدی صاحب نے گمراہی کا راستہ کسی غلط فہمی سے نہیں، بلکہ دیدہ و دانستہ اختیار کیا ہے۔

افسوس کا مقام ہے کہ اسی دفعہ کی اگلی عبارت میں غامدی صاحب کہتے ہیں کہ اب ارتداد کی سزا ہمیشہ کے لئے ختم ہوگئی۔ ہم غامدی صاحب سے پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ آپ کے پاس کونسی دلیل ہے کہ یہ سزا ہمیشہ کے لئے ختم ہوگئی؟ اور آپ کس بنیاد پر کہتے ہیں کہ یہ سزا ہمیشہ کے لئے ختم ہوگئی؟ کیا کوئی نئی وحی آگئی یا آسمان سے کوئی الہام ہوگیا؟ غامدی صاحب کو ذرا بھی لحاظ نہ آیا کہ وہ اتنے بڑے بڑے فقہاء اور مفسرین کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: "من بدل دینہ فاقتلوہ" کی حدیث کے سمجھنے میں فقہاء کو غلطی ہوگئی اور انہوں نے اس کو عام کرکے مرتد کی سزا موت قرار دی اور اس طرح اسلامی حدود و تعزیرات میں ایک ایسی سزا کا اضافہ کردیا جس کا وجود ہی اسلامی شریعت میں ثابت نہیں ہے۔ اسی طرح کی گفتگو غامدی صاحب نے اپنی کتاب "برہان" میں کی ہے، یہاں منشور میں البتہ غامدی صاحب نے یہ لکھا ہے کہ اگر مرتد کسی فساد کا مرتکب نہیں ہوا ہے تو محض مرتد ہونے سے اس کو قتل کی سزا نہیں دی جاسکتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ غامدی صاحب! آپ بتائیں، ایک شخص دین اسلام کو چھوڑ کر اس کو بدنام کرتا ہے، پھر اگر ہندو بنا تو وہ کروڑوں دیوتاؤں کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتا ہے، اگر یہودی اور عیسائی بنا تو اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹا ثابت کرنے لگتا ہے، اگر مشرک بنا تو فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتا ہے اور ارتداد کے بعد اسلام کے حق میں گستاخی کرتا ہے، قرآن عظیم کو غلط کہتا ہے، کیا یہ قبیح اعمال و افعال و اقوال فساد نہیں ہیں؟ اور شریعت کے مسلّمہ احکام پر اتنا بڑا حملہ کیا فساد نہیں؟ ایسا لگتا ہے کہ غامدی صاحب کو تکوینی طور پر رسوا ہونا تھا جو رسوا ہوگیا:

چوں خدا خواہد کہ پردۂ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

ترجمہ: "جب اللہ تعالیٰ کسی کا پردہ چاک کرنا چاہتا ہے تو اس کا میلان نیک لوگوں کی برائی کی طرف کردیتا ہے۔"

غامدی صاحب نے شاید اپنے ارتداد کے ارتکاب کے خوف سے یہ نیا فتویٰ اور نئی فقہ ایجاد کی، تاکہ ان کی طرف کوئی خطرہ متوجہ نہ ہوجائے، حالانکہ اصل خطرہ تو آخرت کا ہے، دنیا تو فانی جگہ ہے۔

غامدی صاحب کو چاہیے تھا کہ وہ سکھوں پر لکھتے کہ ان میں جو کوئی مسلمان ہوجاتا ہے تو اس کا قتل کرنا ان کے نزدیک واجب ہے، بلکہ پانچ سال تک اگر وہ شخص دنیا کے کسی کونے میں کسی بھی سکھ کو مل جائے سکھ اس کو قتل کرسکتا ہے۔ ہندوؤں کے ہاں قانون ارتداد اس سے بھی زیادہ سخت ہے۔ دنیا کی فوج کا قانون دیکھ لیجئے! اگر کوئی آدمی وقت سے پہلے فوج سے ملازمت چھوڑ دیتا ہے اور بھاگ جاتا ہے تو اس کا کورٹ مارشل ہوجاتا ہے، ان سب کے لئے

غامدی صاحب نے کچھ بھی نہیں لکھا، اگر لکھا تو اسلام پر لکھا کہ اس کا قانون ارتداد صحیح نہیں ہے، کسی وقت جزوی طور پر تھا، اب مکمل ختم ہوگیا ہے۔

غامدی صاحب کا نظریہ تخصیصِ احکام:

جناب جاوید غامدی صاحب بڑا بننے کی پوری کوشش کرتے ہیں، اپنے آپ کو مجتہد، اسکالر اور دانشور دکھانے کے لئے ہر حربہ استعمال کرتے ہیں اور تجدد کا ہر نیا راستہ دین میں نکال لاتے ہیں، ان کا ایک خطرناک نظریہ "تخصیص احکام" کا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ غامدی صاحب کے نزدیک دین اسلام کے بہت سارے احکام ایسے ہیں جو رہتی دنیا کے لئے عام ضابطہ نہیں، بلکہ اسلام کے دور اول کی وقتی مصلحت تھی اور معاشرہ کی وقتی ضرورت تھی یا نبی اکرم ﷺ کی ذاتی حیثیت تھی یا صحابہ کرام ؓ کے معروضی احوال کے پیش نظر چند احکام آئے اور پھر موقوف ہوگئے، جیسے دیت کی مقدار کا قانون احوال کے پیش نظر تھا، ارتداد کی سزا قتل اس وقت کے بنی اسماعیل کے ساتھ خاص تھی، حد خمر کی سزا مخصوص انداز سے اس وقت کے ساتھ خاص تھی، نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد کسی کو کافر قرار نہیں دیا جاسکتا، معروف اور منکر کا تعین وحی نہیں، بلکہ انسانی فطرت اور خاص ماحول کرتا ہے، کفار کے خلاف جہاد وقتال اس وقت کی خاص ضرورت تھی، جہاد ہمیشہ کے لئے نہیں تھا۔ یہ اور اس قسم کے کئی احکام غامدی صاحب کے نزدیک اسلام کے دور اول کے ساتھ خاص تھے، آئندہ ادوار سے اس کا تعلق نہیں ہے۔

غامدی صاحب سے پوچھا جائے کہ نبی آخر الزمان ﷺ اور دین اسلام قیامت تک کے لئے ہے یا اس میں رد وبدل کا امکان ہے؟ اگر دین اسلام قیامت تک کے لئے ہے اور یقیناً ایسا ہی ہے تو پھر اس کے احکامات کو دور اول کے ساتھ کیوں خاص کیا جاتا ہے؟ اور جب غامدی صاحب کا نظریہ "تخصیص احکام" کا بن گیا تو پھر چند احکامات کی تخصیص کیوں؟ پھر تو نبی آخر الزمان ﷺ کی نبوت کو بھی عرب امیین کے ساتھ خاص کردینا چاہیے جس طرح یہود ونصاریٰ کا دعویٰ ہے، اسی طرح قرآن کریم کو بھی دور اول کے عرب کے ساتھ خاص کردو اور کہہ دو کہ عجم کی یہ زبان نہیں ہے، نمازوں کو بھی اس معاشرہ کے ساتھ خاص مانو، روزہ اور زکوٰۃ اور حج کو بھی خاص کردو اور حرام وحلال جائز وناجائز کو بھی اس معاشرہ کی ضرورت کے ساتھ خاص کردو اور دین اسلام سے لوگوں کی چھٹی کرادو اور یہ اعلان کردو کہ اب یہ دور قلم کا دور ہے، مضمون نگاری اور قلم کاری کا دور ہے، دانشوری کا دور ہے، جدید دور ہے، ماڈرن دور ہے، پرانے قصے کہانیاں ختم کرنے کا دور ہے، آزادی کا دور ہے اور ان اشعار کے پڑھنے کا دور ہے:

آزادی جمہور کا آتا ہے زمانہ
جو نقش کہن تم کو نظر آئے مٹادو
فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے
دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر

(جاری ہے)

حضرت مولانا محمد افضل کا انتقال پُر ملال

آہ! حضرت مولانا محمد افضل خلیفہ مجاز حضرت مولانا نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ ۵؍فروری ۲۰۱۶ء کو چیانوالی تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں انتقال کرگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مولانا محمد افضل ۱۹۴۵ء کو حکیم مولانا محمد عنایت اللہ کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم سے ہی حاصل کی۔ دریا خان، قصور میں تعلیمی منازل طے کرنے کے بعد مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، مفتی حسن صاحبؒ (بانی جامعہ اشرفیہ لاہور) جیسے بزرگوں سے فیض حاصل کرنے کے لئے جامعہ اشرفیہ تشریف لے گئے اور سند فراغت حاصل کی، دورہ تفسیر مدرسہ تعلیم القرآن راولپنڈی میں مفسر قرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان سے پڑھا چیانوالی اور گرد ونواح قادیانیت، مسیحیت، منکرین حدیث، جیسے باطل فتنوں کی زد میں تھے۔ مولانا محمد افضل صاحبؒ نے چیانوالی میں ایک مدرسہ جامعہ عبیدیہ تبلیغ الاسلام کی بنیاد رکھ کر ان باطل فتنوں کے خلاف علم جہاد کو بلند کیا۔ حضرت مولانا نفیس الحسینی شاہ صاحب کی منشا اور حکم پر حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ کا چیانوالی میں موجود آبائی گھر خرید کر وہاں مسجد قائم کی، قادیانیت، مسیحیت، منکرین حدیث، جیسے باطل فتنوں کے خلاف کام کرنے کی وجہ سے حضرت مولانا محمد افضلؒ پر بعض دفعہ مشکلات بھی آئیں مگر حضرت مولانا محمد افضلؒ نے ہمیشہ صبر واستقامت کے ساتھ حق کا ساتھ دیا لیکن دین محمدی پر کوئی آنچ نہیں آنے دی۔

سابق صدر جنرل پرویز مشرف کے دور حکومت میں حضرت مولانا محمد افضل کو چیانوالی میں مسیحی گرجا میں ہونے والے بم دھماکہ کا مرکزی ملزم نامزد کیا گیا۔ حضرت مولانا محمد افضلؒ کو توکل اللہ پر اتنا پختہ یقین تھا کہ اس بات سے باخبر ہونے کے بعد بھی بالکل نہ گھبرائے، جب پولیس ان کو گرفتار کرنے آئی تو مولانا محمد افضلؒ بڑی گہری نیند سو رہے تھے۔ ۱۰ماہ جیل میں رہنے کے بعد ضمانت پر رہا ہوئے بعد میں بم دھماکہ کیس سے ثبوت نہ ہونے کی بنا پر بری کردیا گیا، کافی عرصہ بیمار رہنے کے بعد ۵؍فروری ۲۰۱۶ء کو آپ انتقال کرگئے، اگلے دن ۶؍فروری کو نماز جنازہ حضرت فضیلۃ الشیخ علامہ حکیم عبدالواحد صاحب آف سیالکوٹ نے پڑھایا۔ جنازہ میں سیالکوٹ، پسرور، ڈسکہ، نارووال، گوجرانولہ کے علماء، خطباء، تاجروں کی کثیر تعداد میں شرکت کی، ایک عرصہ تک چیانوالی کی مسجد میں اکیلے بیٹھ کر قرآن کی تلاوت کرنے والا جاتے ہوئے ہزاروں فرزندان اسلام کو فیض یافتہ کرکے منوں مٹی تلے جا سویا، حضرت مولانا محمد افضلؒ کے پسماندگان میں ۵ بیٹے اور ۵ بیٹیاں ہیں اور سب اللہ کے فضل سے عالم دین ہیں۔

حضرت مولانا محمد افضلؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے بڑی محبت رکھتے تھے اور تندرستی کے زمانہ میں جہاں کہیں ختم نبوت کانفرنس ہوتی وہاں حضرت کی حاضری ضرور ہوتی تھی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سیالکوٹ کا ایک وفد حضرت مولانا فقیر اللہ اختر کی سربراہی میں حضرت مولانا محمد افضل (خلیفہ مجاز حضرت مولانا نفیس الحسینی شاہؒ) کے اہل خانہ سے تعزیت کے لئے چیانوالی سیالکوٹ میں پہنچا، وفد نے حضرت مولانا محمد افضلؒ کے بیٹوں اور بھائی سے دلی دکھ کا اظہار کیا اور حضرت مولانا محمد افضلؒ کی دینی خدمات کو سراہا۔

مولانا شجاع آبادی کے تبلیغی اسفار

تعزیتی ریفرنس میں شرکت:

۱۰ر جنوری بعد نماز ظہر جامع مسجد حافظ سلطان والی باب ختم نبوت چنڈی محلہ جھنگ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن، ''بچوں کا اسلام'' کے ایڈیٹر حاجی اشتیاق احمدؒ کی یاد میں مجلس کے زیر اہتمام تعزیتی ریفرنس منعقد ہوا، جس کی صدارت مجلس جھنگ کے امیر مولانا سید مصدوق حسین شاہ مدظلہ نے کی۔ مہمان خصوصی محمد اسماعیل شجاع آبادی تھے۔ ریفرنس میں مجلس کے عہدیداروں حاجی اشتیاق احمد کے بھائی اشفاق احمد، اُن کے بیٹوں، قاری خلیل احمد سالک، امجد سعید، طاہر سعید، ماسٹر امجد اقبال سمیت کئی ایک حضرات نے شرکت کی۔ ریفرنس سے مولانا غلام حسین مدظلہ، راقم الحروف محمد اسماعیل شجاع آبادی نے حاجی اشتیاق احمد کی تحریری خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ اشتیاق احمد سدا بہار شخصیت ہیں، جنہیں دیر تک خراج عقیدت پیش کیا جاتا رہے گا۔ مسجد حافظ سلطان کو ۱۰۵۰ء میں جناب اورنگ زیب عالمگیرؒ کے دور میں تعمیر کیا گیا۔ اس مسجد میں ایک عرصہ تک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا دفتر رہا اور ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں یہ مسجد ہمارا مسکن رہی اور اس مسجد سے ہماری دلچسپ یادیں وابستہ ہیں۔

جامع مسجد محلّہ قاضیاں:

جھنگ صدر کی قدیمی مساجد میں سے ایک ہے۔ اس مسجد میں ایک عرصہ تک مولانا ظہور احمد سالکؒ خطیب رہے۔ مولانا ظہور احمد سالکؒ نے جامعہ خیر المدارس ملتان سے دورۂ حدیث شریف کیا۔ جہاں حضرت علامہ محمد شریف کشمیریؒ جو جامع المعقول والمنقول عالم دین شیخ الحدیث تھے۔ علامہ کشمیریؒ شیخ التفسیر حضرت علامہ شمس الحق افغانیؒ کے شاگرد رشید اور ان کے علوم کے وارث تھے سے بخاری شریف پڑھی اور مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی عبدالستارؒ سے مسلم شریف پڑھی۔ نیز حضرت اقدس مولانا محمد صدیق صاحب دامت برکاتہم العالیہ حال شیخ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان، حضرت اقدس مولانا شیخ نذیر احمدؒ بانی جامعہ امدادیہ فیصل آباد، حضرت اقدس مولانا منظور احمد مدظلہ استاذ الحدیث سے حدیث پاک کے اسباق لئے۔ ۱۹۷۴ء تحریک ختم نبوت والے سال بندہ نے جامعہ خیر المدارس میں تعلیم حاصل کی۔ حضرت الشیخ مولانا محمد صدیق صاحب مدظلہ سے مختصر المعانی، حضرت مولانا عتیق الرحمن سے جلالین شریف، حضرت الشیخ مولانا نذیر احمدؒ سے سلم العلوم بعدہ قصیدہ بردہ شریف، حضرت مولانا منظور احمد مدظلہ سے ہدیہ ثالثہ اور حضرت مولانا مفتی محمد اسحاقؒ جو دو تین سال پہلے فوت ہوئے سے ہدیہ سعیدیہ وغیرہ پڑھیں۔ مولانا ظہور احمد سالکؒ کی بات چل رہی تھی۔ فراغت کے بعد محکمہ اوقاف میں خطیب مقرر ہوئے۔ خطیب ڈسٹرکٹ خطیب، ڈویژنل خطیب، حتیٰ کہ صوبائی خطیب تک جا پہنچے۔ ہمارے مولانا خدا بخشؒ کے لنگوٹیے دوستوں میں سے تھے۔ محکمہ اوقاف میں ہونے کے باوجود مجلس کے امیر بھی رہے اور مولانا غلام حسین مبلغ ختم نبوت کے بھی معتمد علیہ رفقاء میں سے تھے۔ اللہ پاک انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں تو بندہ کا رات کا قیام محلہ قاضیاں کی مسجد میں رہا اور صبح کا درس بھی ہوا۔ مولانا سالکؒ کے فرزند مولانا حبیب احمد ان کے جانشین اور خطیب ہیں جبکہ امامت کے فرائض مولانا کے دوسرے بیٹے قاری خلیل احمد سلمہ سرانجام دے رہے ہیں۔ ہمارے ایک جماعتی ساتھی شیخ مقبول احمد ہیں، چند سال قبل ان کی اہلیہ محترمہ کا انتقال ہوا۔ آج کل تجرد کی زندگی گزار رہے ہیں، ملنے کے لئے تشریف لائے اور کافی دیر تک جماعتی و غیر جماعتی امور پر گفتگو ہوتی رہی۔ صبح کی چائے امیر محترم مولانا سید مصدوق حسین شاہ صاحب مدظلہ کے ہاں تھی، جس میں مجلس کے رفقاء مولانا غلام حسین، مولانا عمر دراز اور دیگر موجود تھے۔

۱۱ر جنوری کو چناب نگر کے لئے روانگی ہوئی، جہاں تخصص کے طلباء کرام کو ''التصریح بما تواتر فی نزول المسیح'' اور قادیانی شبہات کے جوابات جلد سوم کا کچھ حصہ زیر تدریس رہا۔ مرزا بشیر الدین محمود کے ایک خط کا حوالہ دیا، جس میں ایک مرزائی نے لکھا کہ: ''ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی) کی بات نہیں کرتے، اس لئے کہ وہ ولی اللہ تھے اور ولی اللہ بھی کبھار زنا کر لیا کرتے ہیں۔ ہم موجودہ خلیفہ کی بات کرتے ہیں جو دن رات زنا کرتا رہتا ہے۔'' راقم نے قادیانیوں کو دعوت فکر دیتے ہوئے

کہا کہ سوچو! غور کرو! بار بار غور وفکر کرو! جو اس کردار و کریکٹر کا مالک ہو، وہ ایک شریف انسان نہیں ہوسکتا، چہ جائیکہ اللہ کا نبی ہو؟ مدرسہ میں حفظ کرنے والے گیارہ حفاظ کرام کی دستار بندی کرائی گئی احباب کے اصرار پر راقم نے مجلس ذکر بھی منعقد کرائی۔ آخری خطاب مولانا محمد الیاس چنیوٹی ایم پی اے کا ہوا۔ عصر کے بعد سفر کر کے عشاء کی نماز بورے والا جامعہ حنفیہ میں ادا کی۔

جامعہ حنفیہ بورے والا:

قدیم وجدید کی درسگاہ ہے، جہاں درس نظامی کے ساتھ ساتھ بی اے کرایا جاتا ہے۔ جامعہ کے مہتمم مولانا قاری محمد طیب حنفی زید مجدہ ہیں، جو ایک باہمت، متحرک اور فعال عالم دین ہیں، جو ایک عرصہ سے علم کی روشنی پھیلا رہے ہیں۔ مجلس کے ساتھ محبانہ تعلق رکھتے ہیں۔ بندہ بھی آتے جاتے ان کے ہاں حاضری دیتا رہتا ہے۔ ان کے والد محترم بھی مجلس کے ساتھ انتہائی محبت فرماتے تھے۔ جامعہ کی علاقہ میں کئی ایک شاخیں ہیں۔ جہاں دینی علوم کی نشر و اشاعت کا کام ایک طریقہ وسلیقہ سے جاری ہے۔

۲۹؍جنوری صبح کی نماز کے بعد جامعہ حنفیہ کی جامع مسجد میں راقم نے ''ختم نبوت کی اہمیت اور ضرورت'' کے عنوان پر درس دیا۔

خطبہ جمعہ سلانوالی میں:

سلانوالی سرگودھا ضلع کا معروف قصبہ ہے، جہاں حکیم شریف الدینؒ نے دارالعلوم الحسینیہ کے نام سے ادارہ قائم کیا۔ جامعہ حسینیہ کے مہتمم قاری محمد اکرم مدنی مجذوب صفت بزرگ ہیں۔ ان کے توجہ دلانے اور بار بار اصرار وتکرار سے ہر سال ایک جمعہ سلانوالی ہوتا ہے، جہاں مدرسہ حسینیہ سے چند قدموں کے فاصلہ پر مدنی مسجد ہے، جہاں قاری محمد ادریس پانی پتی نصف صدی تک خطیب رہے۔ چند ماہ پہلے ان کا انتقال ہوا۔ وفات پر تو حاضری نہ ہوسکی، ۱۵؍جنوری جمعہ کا خطبہ مدنی مسجد سلانوالی میں دیا اور قاری صاحبؒ کو ان کی قرآن وسنت کی نشر و اشاعت کے لئے خدمات پر خراج تحسین پیش کیا۔ آج کل مدنی مسجد کے امام قاری محمد سرور مدظلہ ہیں جو تقریباً چالیس سال سے امامت کے فرائض مدنی مسجد میں سرانجام دے رہے ہیں۔

قاری عبدالرحمن ضیاء ہمارے مدرسہ فیلو ہیں۔ کلاس فیلو تو نہیں لیکن ایک ہی مدرسہ جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا میں راقم الحروف کو مشکوٰۃ شریف اور دورۂ حدیث شریف دو سال پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ قاری عبدالرحمن ضیاء کچھ سال بعد باب العلوم کہروڑ پکا تشریف لے گئے اور میرے اساتذہ کرام سے تعلیم حاصل کی آنجناب کا اصلاحی تعلق خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف سے ہے، جس کے سابق سجادہ نشین خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب نوراللہ مرقدہ تقریباً ۳۳ سال تک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر رہے۔ موصوف کو کئی مرتبہ حضرت والا کا ہمسفر دیکھا۔ اس طرح ان سے تعلق دوہرا ہے۔ بہر حال رات قاری صاحب کے مدرسہ تعلیم القرآن سراجیہ نزد ویگن اسٹینڈ سرگودھا میں گزاری۔ موصوف جادو اور جنات کے توڑ میں مہارت کاملہ رکھتے ہیں۔ موصوف سے جماعتی اور غیر جماعتی امور پر مشاورت ہوتی رہی۔

مدنی مسجد بھلوال:

مولانا یعقوب احسن مدظلہ مجاہد عالم دین ہیں۔ آپ تقریباً چالیس سال سے بھلوال کی مدنی مسجد میں خطابت اور تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ آنجناب کا جذباتی اور سیاسی تعلق جمعیت علماء اسلام کے ساتھ ہے، مجلس سے محبت فرماتے ہیں۔

۲۲؍جنوری کا خطبہ جمعہ ماسٹر عبدالقیوم عاصم حفظہ اللہ کی معرفت مدنی مسجد میں ہوا۔ جمعیت علماء اسلام کے مرکزی سرپرست اور ممتاز عالم دین مولانا محمد عبداللہ آف بھکر جو چند ایام پہلے انتقال فرما گئے تھے، کا ذکر خیر کافی دیر تک چلتا رہا۔ موصوف شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کے مضمون کی تحسین فرماتے رہے۔

جامع مسجد بلال سرگودھا میں ختم نبوت کورس میں شرکت: مولانا نور محمد ہزاروی زید مجدہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے امیر ہیں۔ ۲۲؍جنوری بعد نماز مغرب ان کے حکم پر جامع مسجد بلال نیو سٹلائٹ ٹاؤن میں منعقدہ ختم نبوت کورس میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔ کورس میں شرکت سے قبل بابائے تحریک ختم نبوت مولانا محمد اکرم طوفانی مدظلہ کی قدم بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ مولانا طوفانی متحرک اور مجاہد عالم دین اور مبلغ ختم نبوت ہیں، جو خطیب پاکستان مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ کی سفارش پر مجلس میں سرگودھا کے مبلغ بنائے گئے۔ موصوف نے اپنی زندگی کا بہترین حصہ بہترین کام یعنی عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت میں گزارا ہے۔ ان کے کارناموں میں سے ایک اہم ترین کارنامہ ''خاتم النبیین ہارٹ کمپلیکس'' کی تعمیر ہے۔ جو قادیانیوں کے چناب نگر کے الفضل ہسپتال کے مقابلہ میں بنایا گیا ہے۔ جو ماہر ڈاکٹرز کی نگرانی میں مریضوں کی ہارٹ سرجری، انجیو گرافی، انجیو پلاسٹی جیسی اہم خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ کمپلیکس پر دس کروڑ روپے سے زیادہ مصارف آچکے ہیں، جس سے علاقہ سرگودھا اور مضافات سرگودھا کے مریض بلا امتیاز مسلک مستفید ہو رہے ہیں۔ اللہ پاک مولانا کی مساعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازیں۔

مرکز اہلسنت میں رات کا قیام:

۲۲؍جنوری مغرب سے عشاء تک کورس میں شمولیت کے بعد رات کا قیام مرکز اہلسنت چک نمبر ۸

میں ہوا۔ مرکز کے بانی ملک کے نامور خطیب مولانا محمد الیاس گھمن حفظ اللہ ہیں۔ گھمن صاحب نے اپنے ادارے میں کئی ایک شعبے قائم کئے ہوئے ہیں، جن میں سے ایک اہم شعبہ تخصص کا ہے۔ مولانا کے سفر عمرہ پر ہونے کی وجہ سے ملاقات نہ ہوسکی تاہم مرکز کے شعبہ مکتبہ کے انچارج مولانا زبیر احمد نے آسائش وآرام کے مواقع مہیا کئے صبح کی نماز اذان ہوتے ہی ادا کرنے کے بعد لاہور کے لئے روانگی ہوئی۔

جامعۃ الطیبات لاہور میں خطاب:

۲۳؍ جنوری... چوبرجی پارک لاہور میں جناب ڈاکٹر شاہد اویس نے ’’جامعۃ الطیبات للبنات‘‘ کے نام سے ادارہ قائم کیا ہے۔ جس میں خاصی تعداد میں بچیاں زیر تعلیم ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے راہنما جناب قاری عبدالعزیز جن کا اصلاحی تعلق حضرت مولانا محب اللہ لورالائی سے ہے۔ اپنے شیخ کے حکم پر ختم نبوت کے تحفظ کے لئے دن رات ایک کئے رکھتے ہیں۔ شہر لاہور کے بنین و بنات کے جامعات، شہر کی اہم مساجد میں وقتاً فوقتاً ختم نبوت کورس کا انعقاد کراکے رہتے ہیں۔ ان کی کوشش سے جامعۃ الطیبات میں دو روزہ ختم نبوت کورس منعقد ہوا۔ ۲۳؍ جنوری کو راقم نے ’’عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے خواتین کی ذمہ داری‘‘ کے عنوان پر خطاب کیا، جس میں مدرسہ کی طالبات کے علاوہ معلمات اور محلّہ سے بھی ایک سو کے قریب خواتین نے شرکت کی اور یہ سلسلہ ساڑھے دس بجے سے بارہ بجے تک جاری رہا بعد ازاں خواتین نے تحریری طور پر سوالات کئے راقم نے جوابات دیئے۔

اقراء روضۃ الاطفال ثمن آباد میں حاضری:

۲۳؍ جنوری... حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کو اللہ پاک جزائے خیر عطا فرمائیں جنہوں نے وقت کے جید علماء کرام مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکیؒ، محقق العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، امام اہلسنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ، نفیس الشمائل حضرت اقدس سید نفیس الحسینیؒ، حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی نور اللہ مراقدہم کی سرپرستی میں جدید تعلیم یافتہ مسلمانوں کے بچوں اور بچیوں کے لئے اقرأ روضۃ الاطفال کے نام سے ادارہ قائم کیا۔ اس وقت ملک میں اس کی دو سو کے قریب شاخیں کام کررہی ہیں، جس میں اسی ہزار سے زائد طلباء و طالبات حفظ و ناظرہ قرآن پاک، ابتدائی بنیادی تعلیم، اقرأ حفاظ اسکول قائم کرکے جدید تعلیم یافتہ مسلمانوں کے لئے اپنے بچوں اور بچیوں کے لئے حفظ کا وسیع تر انتظام فرمادیا۔ ثمن آباد شاخ کے ناظم مولانا قاری صفدر کی دعوت پر ۲۳؍ جنوری کو کھانے اور نماز کے وقفہ میں اساتذہ کرام سے گفتگو کا وقت فراہم کیا۔ راقم نے انہیں بتلایا کہ آپ لوگ اپنے بچوں کو ابتداء ہی سے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت سے متعلق ذہن سازی کریں تاکہ یہ اہم ترین عقیدہ ان کے دلوں پر نقش ہوجائے۔ نیز خطباء ہر ماہ کم از کم ایک جمعہ کا خطبہ ختم نبوت کے عنوان پر ارشاد فرمائیں تاکہ یہ بھولا ہوا سبق نوجوان نسل کو بالخصوص اور تمام نمازیوں کو بالعموم از بر ہوجائے۔

مولانا وکیل احمد شیروانی کی تعزیت:

مولانا مفتی وکیل احمد شیروانیؒ جامعہ اشرفیہ لاہور کے استاذ، مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان کے ناظم اعلیٰ تھے۔ موصوف نے حضرت تھانویؒ کے لواحقین کو سلک مروارید میں پروئے اور جوڑے رکھا۔ تقریباً نصف صدی تک مجلس صیانۃ المسلمین کی حدی خوانی کرتے رہے۔ کسی زمانہ میں مجلس صیانۃ المسلمین کا دفتر جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ لاہور میں ہوتا تھا۔ حضرت مفتی صاحبؒ سے مسلسل ملاقاتیں رہیں، پھر مجلس نے سُندر کے علاقہ میں مدرسہ، مسجد اور مرکز قائم کیا۔ اس وقت مرکز کی خدمت ونظامت مولانا محمد بلال اشرف فرما رہے ہیں۔ یہ ادارہ حضرت تھانویؒ اور ان کے خلفاء اور خلفاء کے خلفاء کے مواعظ چھاپ رہا ہے۔ بہرحال مولانا مفتی وکیل احمد شیروانیؒ مجلس کے روح رواں رہے۔ تقریباً دو سال سے بیمار چلے آرہے تھے۔ ۱۷؍ جنوری کو انتقال ہوا۔ اگلے دن ان کی نماز جنازہ جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ میں مولانا فضل الرحیم مدظلہ نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ کی اقتداء میں ادا کی گئی، جس میں ہزاروں مسلمانوں نے شرکت کی۔ بندہ نے مولانا شیروانیؒ کی تعزیت کی، ظہر کی نماز کے بعد ملتان کے لئے روانہ ہوا۔ عشاء دفتر مرکزیہ ملتان میں ادا کی۔

ککی نوشورکوٹ ضلع جھنگ:

ہمارے پیر بھائی جناب پروفیسر ضامن احمد شورکوٹ سٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ ککی نو مدرسہ امداد العلوم کا سالانہ جلسہ ۲۸؍ جنوری کو ہوتا ہے، یہاں قادیانیوں کے کچھ گھرانے بھی آباد ہیں، آپ وقت عنایت فرمائیں۔ ۲۸؍ جنوری ظہر کی نماز مدرسہ فاروقیہ اڈا کوٹھی شورکوٹ میں ادا کی۔ ظہر کے بعد جلسہ کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا، راقم نے قادیانیوں کو دعوت خطاب دیتے ہوئے کہا کہ آپ لوگ رات کی تاریکی میں رو رو کر اللہ پاک سے دعا کریں کہ اللہ پاک آپ پر حق وباطل واضح فرمادیں۔ ان شاء اللہ! چند ہی دنوں میں اللہ پاک ہدایت کے اسباب ووسائل پیدا فرمادیں گے۔ نیز راقم نے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے کردار و کریکٹر کے اعتبار سے ایک شریف آدمی نہیں ہوسکتا، چہ جائیکہ اللہ پاک کا نبی ہو۔ راقم نے دو حوالے پیش کئے:

۱:... مرزا غلام احمد بھانو نامی عورت سے جسم دبواتا تھا، جو غیر محرم عورتوں سے جسم دبوائے وہ نبی تو درکنار ایک شریف انسان نہیں ہوسکتا۔

۲:... مرزا قادیانی ٹانک وائن نامی شراب پیتا تھا، جو شراب پیئے وہ اللہ کا نبی تو درکنار وہ شریف

انسان نہیں ہوسکتا۔

جامعہ عباسیہ صادقیہ منچن آباد:

جامع مسجد میں ۲۹؍جنوری جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے دیا جبکہ ضلع بہاولنگر کے مبلغ مولانا محمد قاسم رحمانی حفظہ اللہ نے مدنی مسجد منچن آباد میں خطاب کیا۔ جامعہ صادقیہ عباسیہ کی بنیاد ۱۹۱۱ء میں رکھی گئی اور مولانا غلام قادر وٹو اس کے پہلے مہتمم مقرر ہوئے جو ۱۹۲۸ء تک خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ان کی وفات کے بعد مولانا عبدالرحمنؒ مہتمم مقرر ہوئے، جنہوں نے ۱۹۴۰ء تک دینی علوم کی نشرو اشاعت اور حفاظت کا فریضہ سرانجام دیا۔ ان کے بعد مولانا محمد امیرؒ مہتمم مقرر ہوئے جو ۱۹۵۷ء تک انتظام چلاتے رہے۔ ۱۹۵۷ء سے مولانا محمد شریف وٹو مہتمم مقرر ہوئے جو فعال عالم دین تھے۔ سیاسی طور پر جمعیت علماء اسلام سے وابستہ رہے بلکہ جمعیت کے مرکزی نائب امیر رہے، کئی مرتبہ الیکشن میں بھی حصہ لیا۔ جامعہ عباسیہ صادقیہ بہاولنگر ہمیشہ ختم نبوت کا مرکز رہا ہے۔ تقسیم سے پہلے ریاست بہاولپور کا حصہ تھا، تقسیم کے بعد بہاولپور ریاست پاکستان میں ضم ہوگئی، کسی زمانہ میں جامعات کے تین تین روزہ جلسے منعقد ہوتے تھے، جس میں جید علماء کرام اور خطباء عظام آکر اپنے مواعظ حسنہ سے مستفید فرماتے۔ حضرت مولانا عزیزالرحمن جالندھری دامت برکاتہم ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فرماتے ہیں کہ: ایک مرتبہ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ تبلیغی پروگراموں سے فارغ ہوکر تھکے ماندے منچن آباد سے گزرے کچھ دیر ستانے اور آرام کرنے کا پروگرام تھا۔ جامعہ میں تشریف لائے تو حضرت مولانا محمد شریف وٹو نے عرض کیا کہ حافظ الحدیث والقرآن حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی بہاولپور ہسپتال میں داخل رہے۔ عیادت کے لئے حاضری ہوئی تو حضرت والا نے فرمایا کہ: ”اب میں ٹھیک ہوں، فلاں تاریخ منچن آباد آؤں گا، آپ جلسہ کا انتظام فرمالیں۔ میرے ساتھ خطیب اسلام مولانا محمد اجمل خان بھی ہوں گے۔“ مدرسہ کے کسی مخالف نے دونوں حضرات کو کہیں خط لکھ دیا ہے کہ جلسہ ملتوی ہے، ابھی تک وہ تشریف نہیں لائے تو آپ مہربانی فرماکر جلسہ میں بیان فرمادیں۔ چنانچہ مولانا جالندھریؒ نے ظہر کے بعد بیان فرمایا اور فرمایا کہ عصر کے بعد محمد علیؒ فلاں عنوان پر تقریر کرے گا۔ مولانا جالندھریؒ کا طوطی بولتا تھا، عصر کے بعد بیان فرمایا۔ نیز فرمایا کہ عشاء کے بعد محمد علی فلاں موضوع پر بیان کرے گا۔ چنانچہ عشاء کی نماز کے بعد دو اڑھائی گھنٹے بیان فرمایا۔ جلسہ کے اختتام پر فرمایا چونکہ مولانا وٹو کے ہاں صبح کی نماز کے بعد بھی درس ہوتا ہے، لہٰذا محمد علی کل صبح کی نماز کے بعد فلاں عنوان پر بیان کرے گا تو مولانا جالندھریؒ نے مدرسہ کا پورا جلسہ کامیاب کیا۔ اس طرح اللہ پاک نے مولانا وٹو اور ان کے رفقاء کو شرمندگی سے محفوظ فرمایا۔ جمعہ کے بعد معروف ثناخواں جناب حافظ محمد شریف منچن آبادی بھی تشریف لے آئے اور کافی دیر مختلف موضوعات پر گفتگو جاری رہی۔ اس وقت جامعہ صادقیہ کا اہتمام وانتظام مولانا محمد شریف وٹوؒ کے فرزند ارجمند مولانا معین الدین وٹو سنبھالے ہوئے ہیں۔ جامعہ کی تقریباً پچاس شاخیں علاقہ بھر میں عقائد صحیحہ کی ترجمانی اور قرآنی علوم کی نشرواشاعت میں مصروف ہیں۔

جامعہ قادریہ محمد پور سنساراں:

عصر کی نماز کے بعد جامعہ قادریہ محمد پور سنساراں میں بیان ہوا، یہ مدرسہ بھی بہت قدیم مدرسہ ہے۔ اس کی بنیاد ۱۹۰۳ء میں رکھی گئی اور آج اس کا انتظام بھی مولانا معین الدین وٹو مدظلہ کے ہاتھوں میں ہے۔ بیان و دعا کے بعد حکیم محمد شفیع انصاریؒ جو دو تین روز پہلے انتقال فرماگئے، مولانا محمد قاسم رحمانی کی معیت میں ان کے فرزندان گرامی سے تعزیت کا اظہار کیا اور موصوف کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔

دفتر ختم نبوت بہاولنگر:

۲۹؍جنوری بعد نماز مغرب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر میں مجلس کے عہدیداروں کا اجلاس قاری فداء الرحمن ناظم اعلیٰ مجلس بہاولنگر کی صدارت میں منعقد ہوا، جس میں کئی ایک رفقاء نے شرکت کی، جبکہ مہمان خصوصی کے لئے راقم الحروف کا اعلان ہوا۔ اجلاس میں راقم نے رفقاء کرام سے استدعا کی کہ مجلس کا کام مستقل بنیادوں پر کیا جائے۔ دفتر میں ماہانہ میٹنگ کی جائے۔ دفتر میں ماہانہ اجلاس رکھا جائے۔ نئی ممبر سازی میں زیادہ سے زیادہ احباب کو شمولیت کی دعوت دی جائے نیز ان میں سے مستقل بنیادوں پر چلنے کے لئے احباب مانگے جائیں۔ مولانا محمد قاسم رحمانی سلمہ مستقل بیمار رہنے کے باوجود جماعتی معاملات میں متحرک ہیں، ان کی مکمل سرپرستی کی جائے۔ احباب نے مذکورہ بالا معروضات پر عمل کرنے کا وعدہ کیا۔ ۲۳؍جنوری کو صبح کی نماز کے بعد نظام پورہ کی مسجد میں بیان ہوا۔ بعد ازاں سابق ناظم اعلیٰ مولانا سعید احمد برادر کبیر چوہدری مسعود احمد کے اصرار پر مولانا کے گھر حاضری دی۔

مدرسہ فیض العلوم میں بیان:

۳۰؍جنوری ظہر کی نماز کے بعد مدرسہ فیض العلوم چک مدرسہ میں راقم کا تفصیلی بیان ہوا، یہ مدرسہ بھی مولانا معین الدین وٹو کے زیراہتمام چل رہا ہے۔ اس کی بنیاد ۱۹۷۰ء میں رکھی گئی۔ جمعیت علماء اسلام کے مرکزی نائب امیر مولانا محمد شریف وٹو مہتمم رہے، اب اس کا اہتمام مولانا معین الدین وٹو کے پاس ہے جو مولانا محمد شریف وٹوؒ کے فرزند ارجمند ہیں۔

مدرسہ مظاہر العلوم چشتیاں میں جلسہ ختم نبوت:

مولانا قاری ضیاء اللہ کی دعوت پر ۳۰؍جنوری بعد نماز عشاء مدرسہ مظاہر العلوم چشتیاں میں راقم کا تفصیلی بیان ہوا۔

جامعہ محمودیہ چشتیاں:

جمعیت علماء اسلام کے سینئر نائب صدر مولانا بشیر احمد شاد مدظلہ نے قائم کیا جو کئی کنال پر قائم ہے۔ مولانا بشیر احمد شاد متحرک ورکر ہے۔ اب موصوف بڑھاپے کی عمر میں ہیں، اس کے باوجود جمعیت علماء اسلام سے منسلک ہیں۔ ۳۲ سال تک حافظ الحدیث والقرآن حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ کی خدمت میں رہے، بڑے نشیب وفراز دیکھے۔ کاش! مولانا بشیر احمد شاد یا حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ ان حضرات کی سوانح یا جمعیت علماء اسلام کی مستند تاریخ لکھ دیتے تو آنے والی نسل پر احسان عظیم ہوتا۔ مولانا شاد نے بتلایا کہ جمعیت طلبا اسلام کے عروج کا دور تھا، جمعیت طلبا اسلام دینی اور عصری تعلیمی اداروں میں نئی نسل کی ذہنی آبیاری کر رہی تھی کہ مولانا سعید احمد رائے پوری جو ایک بڑے شیخ حضرت اقدس مولانا عبدالعزیز رائے پوریؒ کے فرزند ارجمند تھے۔ انہوں نے علیحدہ گروپ بنانا شروع کیا اور اپنے ہم نوا نوجوانوں کو اس بات پر تیار کرلیا کہ حضرت درخواستیؒ کے بالمقابل حضرت مولانا مفتی محمودؒ کو لایا جائے اور حضرت مفتی صاحبؒ مرکزی امیر اور مولانا سعید احمد رائے پوریؒ مرکزی ناظم اعلیٰ ہوں۔ چنانچہ جمعیت کی مرکزی مجلس عمومی (جنرل کونسل) کا اجلاس تھا جس میں مولانا رائے پوری کے ہم نواؤں نے مرکزی امیر کے لئے حضرت مولانا مفتی محمودؒ کا نام پیش کیا اور ناظم اعلیٰ کے لئے مولانا رائے پوری تو ان کے ہمنواؤں نے تائید کرنا شروع کردی۔ اس پر مولانا مفتی محمودؒ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میں تصور بھی نہیں کرسکتا کہ حضرت درخواستیؒ کے مقابلہ میں میرا نام پیش کیا جائے، نیز فرمایا کہ میں اس جمعیت کا ادنیٰ کارکن بھی نہیں بن سکتا، جس کے امیر حضرت درخواستیؒ نہ ہوں۔ رائے پوری اس سلسلہ میں کامیاب نہ ہوئے البتہ انہوں نے جمعیت طلبا اسلام میں علیحدہ گروپ بنالیا۔ علیحدہ گروپ کیا بنا کہ جے یو آئی ختم ہوکر رہ گئی۔ مولانا بشیر احمد شاد نے بتلایا کہ نبیرہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ نے ہمارے ہاں ہی ایک مجلس میں فرمایا تھا کہ حضرت اقدس پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ اور پیر جماعت علی شاہ آف جلال پور ہمارے مظاہر العلوم سہارن پور کے فاضل تھے۔ نیز مولانا نے بتلایا کہ ہمارے چشتیاں کا قبرستان پنجاب کا سب سے بڑا قبرستان ہے جو کہ اٹھارہ مربع اراضی پر مشتمل ہے۔ صبح ساڑھے دس بجے سے ساڑھے گیارہ بجے تک راقم کا جامعہ محمودیہ میں بیان ہوا، بعدازاں جناب محمد شوکت مکہ ناور والے جو بیکری کی دکان کرتے ہیں بہت ہی مخلص جماعتی کارکن ہیں، بہاولنگر دفتر کی تزئین وآرائش میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، ان سے ملاقات ہوئی۔

مدرسہ احیاء العلوم حاصل پور میں بیان:

مدرسہ احیاء العلوم حاصل پور کا قدیم ترین مدرسہ ہے، جو ریاست بہاولپور کے دور قائم ہوا۔ حضرت ڈاکٹر محمد شریف" مسترشد حضرت لاہوریؒ، حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ، حضرت میاں اجمل قادری مدظلہ اس کے مہتمم رہے اور ایک وقت تھا کہ فاضل دیوبند حضرت مولانا غلام حسینؒ صدر مدرس تھے۔ آج کل جناب حافظ محمد ابراہیم مہتمم اور مولانا فیض اللہ صدر مدرس ہیں۔ موخر الذکر بندہ کے پیر بھائی بھی ہیں، یعنی ان کا اصلاحی تعلق پیر طریقت شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا سیّد جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم سے ہے۔ مدرسہ ہذا میں ظہر کی نماز کے بعد یہاں بیان ہوا اور خیر پور ٹامیوالی روانہ ہوگئے۔

مدرسہ خیر العلوم میں بیان:

مدرسہ خیر العلوم خیر پور ٹامیوالی کی قدیمی دینی درسگاہ ہے، جس کی بنیاد فاضل دیوبند حضرت مولانا مفتی غلام قادرؒ نے رکھی۔ حضرت مفتی صاحبؒ ہمارے دادا پیر حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ اور جامعہ خیر المدارس ملتان کے سابق مہتمم مولانا محمد شریف جالندھریؒ جو وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ مولانا قاری محمد حنیف جالندھریؒ کے والد محترم تھے کہ دارالعلوم دیوبند میں ہم سبق تھے، اس وقت مدرسہ کے منتظم مولانا محمد عبداللہ اور شیخ الحدیث مولانا ارشاد الحق مدظلہ ہیں۔ عصر کی نماز کے بعد خیر العلوم میں اساتذہ وطلبا میں بیان ہوا اور ملتان کے لئے روانہ ہوگئے۔

☆☆..........☆☆

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز

گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز

دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی

فون: 32545573

فضائل مدینہ منورہ

آخری قسط

مولانا مفتی محمد زاہد، استاذ دارالعلوم حیدرآباد دکن

بدکرداروں سے مدینہ منورہ کا تحفظ:

مدینہ کے فضائل و مناقب میں یہ بھی ایک قابل تذکرہ فضیلت ہے کہ مدینہ میں فاسق، فاجر اور حدود اللہ سے تجاوز کرنے والوں کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے، چنانچہ مدینہ منورہ وقتاً فوقتاً اس طرح کے لوگوں کو باہر پھینکتا رہتا ہے، اس طرح کا ایک واقعہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں بھی رونما ہوا، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک دیہاتی نے مدینہ میں آ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اتفاق سے اس دیہاتی کو بخار آ گیا تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ: اے محمدؐ! میری بیعت توڑ دو، آپؐ نے انکار کیا پھر دوبارہ آیا اور کہا کہ: اے محمدؐ! میری بیعت توڑ دو، آپؐ نے انکار کیا، پھر سہ بارہ آیا اور یہی جملہ دہرایا، آپؐ نے پھر انکار کیا، اس کے بعد وہ دیہاتی مدینہ سے چلا گیا تو اس موقع پر آپؐ نے ارشاد فرمایا: مدینہ کی مثال بھٹی کی طرح ہے کہ جس طرح بھٹی میں لوہا رکھا جائے تو میل کچیل دور ہو جاتا ہے اور آئینہ کی طرح صاف و شفاف ہو جاتا ہے، اسی طرح مدینہ بھی بدکار، بدعقیدہ، فاسق، فاجر، کافر، منافق لوگوں کو وقتاً فوقتاً باہر پھینکتا رہتا ہے اور صالح، متقی، عابد، زاہد اور خداؐ سے لو لگانے والوں کو پناہ دیتا ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہے گا، یہاں تک کہ قرب قیامت میں مسیح دجال کا ظہور ہوگا جو دنیا کے چپے چپے کو چھان مارے گا، کوئی ایسی جگہ نہیں ہوگی جہاں اس کے منحوس اور ناپاک قدم نہ پہنچے ہوں گے، لیکن یہ ملعون مدینہ کی سرزمین میں قدم نہیں رکھ سکے گا، کیونکہ مدینہ کے ہر راستے پر اللہ کی طرف سے فرشتے مقرر ہوں گے جو حفاظت کے لئے صف بستہ کھڑے ہوں گے، اس لئے مدینہ کے قریب سنگلاخ زمین میں اترے گا، اس وقت مدینہ منورہ تین مرتبہ لرزے گا اور مدینہ میں جتنے کفار و مشرکین، فساق و فجار ہوں گے سب کو باہر پھینک دے گا جو سب دجال کے پاس آ کر جمع ہو جائیں گے، جیسا کہ احادیث ذیل سے معلوم ہوتا ہے:

الف:... "عن ابی ہریرةؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا تقوم الساعة حتی تنفی المدینة شرارها کما ینفی الکیر خبث الحدید." (مسلم: ۱/۴۴۴ باب صیانة المدینة من دخول الطاعون والدجال الیها)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے قیامت قائم نہیں ہوگی تا آنکہ مدینہ بدکار لوگوں کو دور کر دے، جس طرح بھٹی فولاد (لوہے) کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔"

ب:... "وعنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی انقاب المدینة ملائکة لایدخلها الطاعون ولا الدجال." (بخاری: ۱/۲۵۲ باب الیدخل الدجال المدینة، مسلم: ۱/۴۴۴ باب صیانة المدینة من دخول الطاعون والدجال)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہؓ سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: مدینہ کے راستوں پر فرشتے مقرر ہیں، اس لئے طاعون اور دجال اس میں داخل نہیں ہو سکتے۔"

"وعن انسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس من بلد الا سیطأه الدجال إلا مکة والمدینة لیس نقب من أنقابها إلا علیه الملائکة صافین یحرسونها فینزل السبخة فترجف المدینة بأهلها ثلث رجفات فیخرج إلیه کل کافر ومنافق." (بخاری: ۱/۲۵۳ باب الیدخل الدجال المدینة)

ترجمہ: "حضرت انسؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: کوئی شہر نہیں ہوگا جہاں دجال کے قدم نہ پہنچے ہوں گے سوائے مکہ اور مدینہ کے! اس لئے کہ مدینہ کے ہر راستے پر فرشتے صف بستہ کھڑے ہوں گے جو اس کی حفاظت کریں گے تو وہ مدینہ کے قریب سنگلاخ زمین میں اترے گا اور مدینہ اپنے باشندوں کے ساتھ تین مرتبہ لرزے گا تو سب کافر و منافق نکل کر اس کی طرف چلے جائیں گے۔"

مدینہ منورہ میں انتقال کی فضیلت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنین کو مدینہ

منورہ میں انتقال کرنے کی ترغیب دی ہے، چنانچہ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ ؐ نے فرمایا کہ جس شخص کے بس میں ہو کہ وہ مدینہ میں انتقال کرے، اس کو چاہئے کہ مدینہ ہی میں انتقال کرے، اس لئے کہ جو شخص مدینہ میں انتقال کرے تو میں اس کے لئے سفارشی ہوں گا۔

یحییٰ بن سعید کی حدیث میں ایک واقعہ مذکور ہے: جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک شخص کا انتقال ہوگیا تھا، اس کی قبر کھودی جارہی تھی، آپ ؐ قبر کے پاس تشریف فرما تھے کہ اچانک ایک آدمی نے قبر میں جھانک کر دیکھا اور اس کی زبان سے یہ الفاظ نکلے: ''مومن کی خواب گاہ کیا ہی بری ہے'' تو آپ ؐ نے یہ سن کر فرمایا کہ تو نے کیا ہی بری بات کہی، اس شخص نے کہا کہ میرا مقصد مدینہ کی برائی کرنا نہیں ہے بلکہ میرا مقصد ہے کہ اللہ کے راستے میں شہید ہونا اس سے زیادہ بہتر ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہے بلکہ مدینہ میں انتقال کرجانا اس سے زیادہ بہتر ہے اور ارشاد فرمایا کہ روئے زمین پر کوئی مقام نہیں ہے جہاں پر مرنا مجھے مدینہ کے مقابلے زیادہ محبوب ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی جیسا کہ مندرجہ ذیل احادیث کا مضمون ہے:

''عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من استطاع أن یموت بالمدینۃ فلیمت بھا فانی اشفع لمن یموت بھا.'' (سنن ابن ماجۃ الارنؤوط باب فضل المدینۃ ۴/۲۹۲، موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان ت حسین اسد. باب فضل مدینۃ سیدنا رسول اللہ ﷺ ۳/۲۵۸)

ترجمہ: ''حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص کے بس میں ہو کہ مدینہ میں انتقال کرے تو چاہئے کہ وہ مدینہ ہی میں انتقال کرے، اس لئے کہ میں اس شخص کا سفارشی ہوں گا جو مدینہ میں انتقال کرے۔''

''عن یحیی بن سعید أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان جالسا وقبر یحفر بالمدینۃ فاطلع رجل فی القبر فقال: بئس مضجع المؤمن، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بئسما قلت، قال الرجل لم أرد ھذا وإنما أردت القتل فی سبیل اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا مثل القتل فی سبیل اللہ ما علی الارض بقعۃ احب إلی ان یکون قبری بھا منھا ثلث مرات.'' (موطا مالک، الأعظمی باب الشھداء فی سبیل اللہ، ترمذی شاکر: ۵/۱۹۷ باب فضل المدینۃ)

ترجمہ: ''یحییٰ بن سعیدؒ سے مروی ہے کہ آپ بیٹھے ہوئے تھے اور مدینہ میں ایک قبر کھودی جارہی تھی، اچانک ایک آدمی نے جھانک کر دیکھا تو اس کی زبان سے نکلا: ''مومن کی خواب گاہ کیا ہی بری ہے'' اس پر آپ ؐ نے فرمایا کہ تو نے بری بات کہی تو اس نے کہا کہ میرا یہ مقصد نہیں ہے بلکہ میرا مقصد ہے جہاد میں شہید ہونا، اس سے بڑھ کر ہے تو آپ ؐ نے فرمایا کہ (مدینہ میں انتقال کرجانا) جہاد فی سبیل اللہ کی طرح نہیں ہے (بلکہ اس سے بڑھ کر ہے) روئے زمین پر کوئی ایسی جگہ نہیں ہے، جہاں مرنا مدینہ کے مقابلے مجھے زیادہ محبوب ہو، یہ بات آپ نے تین مرتبہ فرمائی۔

قرب قیامت مدینہ کی تادیر بقا:

اس مقدس سرزمین کی ایک اہم خصوصیت و فضیلت یہ ہے کہ جب قیامت کا وقوع ہوگا تو مدینہ کی بستی سب سے آخر میں فنا ہوگی، جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

''عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر قریۃ من قری الاسلام خراباً المدینۃ ھذا حدیث حسن غریب.'' (سنن ترمذی ت شاکر باب ماجاء فی فضل المدینۃ: ۵/۸۲۵)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اسلام کی بستیوں میں سب سے آخر میں فنا ہونے والی بستی مدینہ ہے۔''

قرب قیامت اہلِ ایمان کا مدینہ میں اجتماع:

قیامت کے قریب تمام اہل ایمان دنیا کے گوشے گوشے سے سمٹ کر مدینہ آجائیں گے، جیسا کہ بخاری کی یہ حدیث شاہد عادل ہے:

''عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إن الإیمان لیأرز إلی المدینۃ کما تأرز الحیۃ إلی جحرھا.'' (بخاری، باب الایمان یارز إلی المدینۃ: ۱/۲۵۲)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے (اہل) ایمان سمٹ کر اس طرح مدینہ آجائیں گے، جس طرح سے سانپ سمٹ کر اپنے بل میں چلا جاتا ہے۔''

☆☆..........☆☆

شرعی عذر کی بنا پر کرسی پر نماز

گزشتہ سے پیوستہ

مفتی محمد نعیم

اسی طرح اگر جانور سے اترنے کی صورت میں کسی چور، ڈاکو یا درندے کی جانب سے جان کا خطرہ ہو تو جانور پر بیٹھے ہوئے نماز جائز ہے۔ اگر بوڑھا آدمی جانور پر سوار ہے اگر اترے گا تو دوبارہ بیٹھنا مشکل ہے تو اسے سواری ہی پر نماز کی اجازت ہے۔ کوئی بیمار ہے اور اس وجہ سے اتر نہیں سکتا تو اس کی بھی جانور ہی پر سوار ہوتے ہوئے نماز جائز ہے۔

درج ذیل عبارت میں ان مسائل کا ذکر موجود ہے:

الجوہر الصغیر میں جانور پر نفل نماز جائز ہونے کے مسئلے کے ضمن میں نفل نماز کی قید کیوں لگائی گئی ہے؟ اس کا فائدہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''کیونکہ بلاعذر جانور پر بیٹھ کر فرض نماز جائز نہیں ہوتی، عذر یہ ہے کہ جانور سے اترنے سے کسی درندے یا چور کا اپنے اوپر یا جانور پر خوف ہو یا گارا کیچڑ ہو جس سے زمین پر کوئی سوکھی جگہ نہ پائے یا جانور سرکش ہو کہ اگر سواری سے اترے تو دوبارہ سوار ہونا بغیر کسی کی مدد کے ممکن نہ ہو یا بوڑھا آدمی ہو جس کو سوار ہونا ممکن نہ ہو اور کوئی سوار کرانے والا نہ ملے تو ان تمام احوال میں جانور پر بیٹھے ہوئے فرض نماز جائز ہے۔ (الجوہر الصغیر)

یہی بات تبیین الحقائق میں ہے: ''عذر یہ ہے کہ جانور سے اترنے سے کسی درندے یا چور کا اپنے اوپر یا جانور پر خوف ہو یا گارا یا کیچڑ ہو جس میں چہرہ رکھنے سے اندر دھنس جائے اور زمین پر کوئی سوکھی جگہ نہ پائے یا جانور سرکش ہو کہ اگر سواری سے اترے تو دوبارہ سوار ہونا بغیر مشقت کے ممکن نہ ہو یا کوئی بوڑھا آدمی ہو جسے سوار ہونا ممکن نہ ہو اور کوئی سوار کرانے والا نہ ملے تو ان تمام احوال میں جانور پر بیٹھے ہوئے فرض نماز جائز ہے۔''

البحر الرائق اور الدر المختار میں ہے: ''اسی طرح جو مریض سوار ہو جب سواری سے اترنے پر اور اتارنے پر قدرت نہ ہو۔''

الاختیار لتعلیل المختار میں ہے: ''مریض شخص جو کسی سواری پر سوار ہو اگر اترنے پر قدرت نہ ہو تو وہ فرض نماز سواری پر اشارے سے پڑھ لے اسی طرح اس وقت بھی جب سواری سے اترنے پر مرض کی وجہ سے یا بارش یا گارے یا دشمن کی وجہ سے قدرت نہ ہو۔''

تحفۃ الفقہاء میں ہے: ''رہی فرض نماز تو وہ سواری پر دو شرطوں سے جائز ہے: ایک یہ کہ شہر سے باہر ہو خواہ سفر کی وجہ سے یا اپنی زمین کی جانب جانے کے واسطے دوسری شرط یہ ہے کہ اس کے ساتھ عذر ہو جو سواری سے اترنے سے مانع بنے۔ ان تمام عبادات میں دابہ یعنی سواری کے جانور پر نماز فرض کی اجازت دی گئی ہے ان سب کو قیام و رکوع و سجود کے ساقط ہونے کے لئے عذر مانا گیا ہے، ہر کوئی جانتا ہے کہ جانور پر بیٹھنے کی ہیئت تقریباً وہی ہوتی ہے جو کرسی پر بیٹھنے کی ہوتی ہے اور اس پر نماز کی صورت بھی تقریباً وہی ہوتی ہے جو کرسی پر نماز کی ہوتی ہے۔ لہٰذا ان اعذار میں جانور پر نماز کا جواز دراصل کرسی پر نماز کے جواز کی واضح نظیر ہے۔

فقہاء کرام نے یہ مسئلہ ایک حدیث سے مستنبط کیا ہے جسے ترمذی، احمد، بیہقی اور دارالقطنی وغیرہ محدثین نے حضرت یعلیٰ بن مرۃؓ سے روایت کیا ہے، چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ ایک تنگ جگہ پہنچے جبکہ آپ سواری پر سوار تھے اوپر سے آسمان برس رہا تھا اور نیچے تری و کیچڑ تھی پس نماز کا وقت آ گیا تو آپؐ نے موذن کو حکم دیا تو اس نے اذان دی اور اقامت کہی پھر آپ اپنی سواری پر آگے بڑھے لوگوں کو اشارے سے نماز پڑھائی سجدے کا اشارہ رکوع کے اشارے سے زیادہ پست کیا۔ (ترمذی، مسند احمد، سنن بیہقی، دارقطنی) اس حدیث کے بارے میں علماء و محدثین کا اختلاف ہے کہ یہ کس... کی ہے؟ معلوم ہوا کہ اس کی صحت کے بارے میں اختلاف ہے تاہم اس کی صحت انس بن مالکؓ کے ایک اثر سے ثابت ہوتی ہے، کیونکہ محدثین کے نزدیک حدیث کی تقویت کا ایک ذریعہ آثار صحابہ کرامؓ کا اس کے موافق ہونا بھی ہے، چنانچہ امام طبرانیؒ نے حضرت ابن سیرینؒ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم انس بن مالکؓ کے ساتھ کوفے سے آئے، یہاں تک کہ جب ہم الطیط مقام پر تھے تو ہم نے اس حال میں صبح کی کہ زمین میں کیچڑ اور پانی تھا، پس حضرت انسؓ نے فرض نماز جانور پر پڑھی۔ (معجم طبرانی)

حضرت انسؓ کے عمل کا صحیح طور پر ثبوت ہو گیا کہ انہوں نے بھی کیچڑ کی وجہ سے جانور پر بیٹھے بیٹھے نماز پڑھی تو اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اوپر کی حدیث بھی صحیح ہے کیونکہ یہ حدیث اس کی تائید کر رہی ہے۔ لہٰذا اس حدیث اور حضرت انس بن مالکؓ کے اثر سے معلوم ہوا کہ ضرورت پر جانور پر بیٹھے بیٹھے رکوع سجدے کا اشارہ کرتے ہوئے نماز ہو سکتی ہے اس کی گنجائش ہے جیسا کہ عرض کیا گیا یہ نظیر ہے کرسی پر نماز کی۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ ضرورت عذر کی وجہ سے کرسی پر نماز جائز ہے۔ ☆☆☆

شاہین ختم نبوت کا سیالکوٹ کا تبلیغی سفر

رپورٹ: اویس احمد فاروقی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مولانا عارف شامی کے ہمراہ دو روزہ تبلیغی دورہ پر سیالکوٹ تشریف لائے، سیالکوٹ کے مبلغ حضرت مولانا فقیر اللہ اختر نے سیالکوٹ کے مختلف مقامات پر حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کے بیانات ترتیب دیئے۔ ۵/فروری کو جامع مسجد نور فتح گڑھ میں خطبہ جمعہ میں عوام کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا اللہ وسایا صاحب نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ رب العالمین ہیں اور حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ اللعالمین اور خاتم النبیین ہیں، حضور سرور کائنات دنیا میں بھی رحمت ہیں اور آخرت میں بھی رحمت ہوں گے، دنیا میں بھی آخر الانبیا ہیں محشر میں بھی آخر الانبیا ہوں گے، محشر کے میدان میں جب تمام انبیا شفاعت سے معذرت کا اظہار کریں گے تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں سے کہیں گے کہ وہ کھڑے ہیں خاتم الانبیا۔ آج اگر کسی کی سفارش کام آئے گی تو بس انہی کی کام آئے گی۔“ انہوں نے مزید فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک سفارش کرتے رہیں گے جب تک کہ آخری امتی کی بخشش کا فیصلہ نہیں ہو جاتا، لوگو! ایسے شفیق اور رحمتوں والے نبی کے ہوتے ہوئے ہمیں کسی اور نبی کی ضرورت نہیں، عقیدہ ختم نبوت ہمارے ایمان کا جزو ہے۔“ بعد از نماز مغرب مولانا اللہ وسایا صاحب کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سیالکوٹ کے دفتر میں عشائیہ دیا گیا، پیر سید شبیر احمد گیلانی (امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سیالکوٹ) نے خصوصی شرکت فرمائی، بعد از نماز عشا جامع مسجد نور چنوں موم میں ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا تھا۔ کانفرنس سے مولانا فقیر اللہ اختر اور حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے خطاب فرمایا، مولانا فقیر اللہ اختر نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی خدمات کا تفصیل کے ساتھ بخوبی تذکرہ کیا۔ مولانا اللہ وسایا صاحب نے کانفرنس کے شرکا سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات وحدہ لاشریک ہے، اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت میں بھی کوئی شریک کوئی نہیں، شریک اللہ کا بھی کوئی نہیں، مثال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی کوئی نہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروقؓ سے فرمایا: ”عمر! تم تورات کی بات کرتے ہو، اگر آج صاحب تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی ہوتے تو ان کے لیے بھی میری شریعت پر عمل کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا۔“ انہوں نے مزید فرمایا کہ اللہ کے نبی نے ارشاد فرمایا کہ: ”اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا وہ عمرؓ ہوتا“ مگر نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو چکا میرے بعد کوئی نبی نہیں، اگر عمر فاروقؓ جیسا شخص نبی نہیں بن سکتا تو قادیان کا کذاب کیسے نبی بن سکتا ہے؟ کانفرنس کے شرکا نے حضرت مولانا فقیر اللہ کے مطالبہ پر قادیانیوں سے تمام تر تعلقات توڑنے اور قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ کرنے کا عہد کیا، مولانا اللہ وسایا صاحب کی دعا پر پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ مولانا عارف شامی صاحب نے جمعہ قاری محمد خلیل فاروقی کی جامع مسجد اہلحدیث بٹر سیالکوٹ میں پڑھایا۔

۶/فروری بروز ہفتہ: حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب حضرت مولانا فقیر اللہ اختر کے ہمراہ سیالکوٹ کی مشہور مذہبی شخصیت حکیم محمود احمد ظفر صاحب کے گھر ان کی اہلیہ کی تعزیت کے لئے تشریف لے گئے، مرحومہ کا کچھ عرصہ پہلے بیرون ملک سفر میں انتقال ہوا تھا، مولانا نے حکیم محمود ظفر اور ان کے اہل خانہ سے مرحومہ کی تعزیت کی اور مرحومہ کے ایصال ثواب کے لئے دعا بھی فرمائی۔ بعد از نماز ظہر جامع مسجد اہلحدیث بٹر میں پیغام قرآن کانفرنس (بسلسلہ دستار فضیلت حافظ محمد شعیب فاروقی و مولانا حافظ محمد عمیر فاروقی) کا انعقاد کیا گیا، تلاوت قاری محمد یوسف نعت مولانا قاری نذیر صاحب کے بعد مولانا عبدالباسط فاروقی، مولانا قاری عبداللطیف صاحب، مولانا قاری منیر فرقان صاحب کے بیانات ہوئے، پیغام قرآن کانفرنس کے شرکا سے خطاب کرتے ہوئے مولانا اللہ وسایا صاحب نے فرمایا: نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج جیسے اعمال انسان کے مرنے پر ختم ہو جاتے ہیں، جنت میں یہ سب اعمال نہیں ہوں گے مگر قرآن کی تلاوت جنت میں بھی ہوگی، اللہ تعالیٰ حافظ قرآن سے کہیں گے قرآن کی تلاوت کرتا جا اور جنت کی منزلیں طے کرتا جا، ایک دستار بندی تو یہ ہے جو ہم آج ان بچوں کی کر رہے ہیں ایک دستار بندی وہ بھی ہوگی جب اللہ تعالیٰ حفاظ کے ماں باپ کی دستار بندی کرے گا اور ان کے سروں پر تاج پہنائے گا، مولانا اللہ وسایا، مولانا فقیر اللہ اختر، قاری عبداللطیف، قاری منیر فرقان صاحب نے بچوں کی دستار بندی کی۔ بعد از نماز مغرب حضرت مولانا اللہ وسایا

صاحب نے جویاں ضلع سیالکوٹ میں ایک مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اور وہاں دعا فرمائی، جویاں میں ہی بعد از نماز عشاء ختم نبوت کانفرنس کا بھی انعقاد کیا گیا تھا، کانفرنس میں بندہ ناچیز اویس احمد فاروقی، مولانا فقیر اللہ اختر اور مولانا اللہ وسایا صاحب، مولانا بشیر احمد قاسمی کے بیانات ہوئے، کانفرنس کی نقابت مولانا محمد بوٹا نے کی، مولانا فقیر اللہ اختر نے بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ مسیلمہ کذاب کے سامنے حضرت حبیبؓ بن زید انصاری نے جس طرح جرأت و بہادری دکھائی اور اپنے جسم کو ٹکڑے کروانا منظور کر لیا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر کسی بھی طرح کی کوئی آنچ نہیں آنے دی، اسی طرح ہمیں بھی چاہئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی حفاظت کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں، ختم نبوت کام تحفظ کرنا صرف علماء یا مجلس کا کام نہیں ہے یہ ہر مسلمان پر فرض ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ کریں تا کہ قیامت کو ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے حقدار بن سکیں۔ کانفرنس سے مولانا اللہ وسایا صاحب کا تفصیلی بیان ہوا جس میں مولانا اللہ وسایا صاحب نے فرمایا ہر ایک کام کی ابتداء ہے تو اس کی انتہا بھی ہے، نبوت کی ابتداء حضرت آدمؑ سے ہوئی اور اس کی انتہاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر ہوئی ہے، آج دنیا میں ۳ بڑے آسمانی مذاہب موجود ہیں، یہودی، مسیحی اور مسلمان اور ان تینوں مذاہب کی آسمانی کتابیں بھی موجود ہیں، تورات اور انجیل کا مطالعہ کرنے سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ ان کتابوں نے صاحب کتاب نبی کو آخری نہیں کہا ہے، جب کہ قرآن مجید کی سورۃ احزاب سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ قرآن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی کہہ رہا ہے، خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ”میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔“ تمام اہل لغت کے نزدیک خاتم کا معنی کسی چیز کو ختم کرنے کے ہیں مگر قادیانی نہ تو قرآن کا معنی مانتے ہیں، نہ حدیث کا، نہ اہل لغت کا اور تو اور وہ مرزا قادیانی کا کیا ہوا ترجمہ بھی نہیں مانتے کیونکہ مرزا قادیانی خود اس آیت کا ترجمہ نبوت کے دعویٰ سے پہلے یہی کیا کرتا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری رسول ہیں۔ مولانا نے مزید فرمایا کہ امت محمدیہ کے واحد ہونے کا راز بھی عقیدہ ختم نبوت میں مضمر ہے کہ اگر نبوت واقعی میں ہی چل رہی ہوتی اور ہم نئے آنے والے نبی پر ایمان لاتے تو ہم مسلمان نہ رہتے بلکہ وہ کہلاتے جو اس نبی کا نام ہوتا اور یہی لڑائی ہماری قادیانیوں ساتھ ہے کہ وہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک نئے نبی کو مانتے ہیں اس لیے وہ مسلمان نہیں ہیں، کانفرنس کا اختتام مولانا اللہ وسایا صاحب کی دعا پر ہوا۔ ☆☆

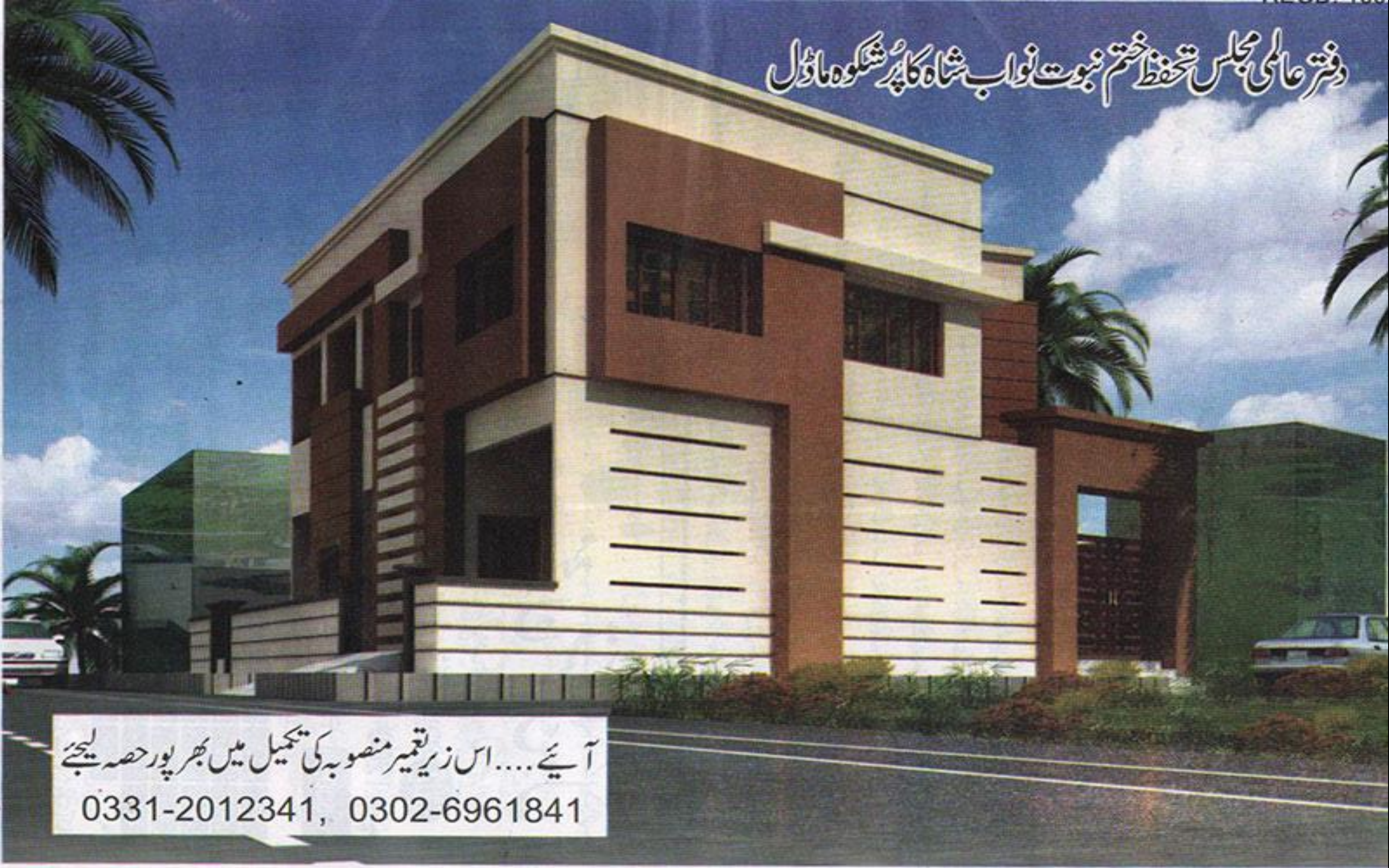
دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نواب شاہ کا پُرشکوہ ماڈل
آیئے.... اس زیرِ تعمیر منصوبہ کی تکمیل میں بھرپور حصہ لیجئے
0331-2012341, 0302-6961841